قادیان دارالامان سے
یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ

مصباح

جلد ۱۳
نمبر ۱ و ۲

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

ایڈیٹر

مولوی فاضل محمد یعقوب

چندہ سالانہ ۲ روپے ۸ آنے

خلافت لائبریری
مملوکہ صدر انجمن احمدیہ

لائبریری مملوکہ صدر انجمن احمدیہ
تاریخ آمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱)

"ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین۳ دن سے نشہ نہیں ملا۔ اس کی حالت بہت ردّی تھی۔ اور نشہ کے لئے مجھ سے پیسہ طلب کرتی تھی۔ میں نے تعجب کیا کہ نہ روٹی کا سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا۔ اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہوگی۔ اور اب اس کی زندگی کا گویا جزو ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیسہ اُسے دے دیا۔"

(البدر ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۲)

ایک عیسائی نے لکھا۔ کہ اکثر کتب اسلامی میں عورتوں ہی کو دوزخ کا بڑا حصّہ قرار دیا گیا ہے۔" یہ سنکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ "اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ وہ دوزخی عورتیں اسلامی عورتیں ہی ہیں۔" (البدر ۳۱ر اگست ۱۹۰۳ء)

(۳)

سوال پیش ہوا۔ کہ بعض لوگ یہ عذر کرتے ہیں۔ کہ جس کی عورت آگے موجود ہو۔ اس کو ہم ناطہ نہیں دیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "پھر وہ اس سے تو مثنٰی و ثلاث و ربٰع کو بند کرنا چاہتے ہیں۔" (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۷ء)

(۴)

تکبّر کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بعض اوقات خاندان کا تکبّر ہوتا ہے۔ ایک عورت سیّدانی تھی۔ اُسے پیاس لگی۔ دُوسری عورت کے پاس جاکر کہنے لگی کہ پانی دو۔ لیکن پیالہ دھو کر دینا۔ کیونکہ تم اُمّتی ہو اور ہم سیّد ہیں۔ یہ بھی تکبّر ہوتا ہے۔" (البدر ۱۶ر مارچ ۱۹۰۴ء)

(۵)

فرمایا۔ "رابعہ بصری کو اُسی دن غم ہوتا تھا جس دن خدا کی راہ میں انہیں کوئی غم نہ ہوتا۔ مومن کسی نہ کسی ابتلاء میں ضرور رہتا ہے ؎

یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ ٭ نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

(البدر نمبر ۱۸ جلد ۳)

(۶)

چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کرنے کے متعلق فرمایا۔

"۳-۴ ماشہ تک تو حرج نہیں۔ لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔" (البدر نمبر ۳۲ جلد ۴ صفحہ ۸)

(۷)

۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۳ء شام کے وقت ایک صاحب نے ایک بیگم صاحبہ کا پیغام آکر دیا کہ وہ کہتی ہیں۔ اگر میرا فلاں فلاں کام ہو جائے۔ تو میرا سب جان و مال آپ ۴۴ پر قربان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ "خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کی شرط نہ کرنی چاہیئے۔ اور نہ خدا تعالیٰ رشوت چاہتا ہے۔ ہم بھی دُعا کریں گے اور انکو بھی چاہیئے کہ عجز و انکسار سے اُسکی بارگاہ میں دُعا کریں۔" (البدر ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۳ء)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کا
خواتین سے خطاب

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۸ء کے موقع پر

تربیتِ اولاد کے متعلق اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو اور تحریک جدید کے تمام مطالبات پر عمل پیرا ہو جاؤ

فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء

(مرتبہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بی اے۔ بی ٹی پریذیڈنٹ اشاعت مصباح سوسائٹی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے ملک میں ایک کہانی مشہور ہے۔ بلکہ اس کے متعلق ایک ضرب المثل بنی ہُوئی ہے کہ کوّا ہنس کی چال چلا اور اپنی بھی بھول گیا۔ کہانی یُوں بیان کیا کرتے ہیں کہ کسی کوّے نے ہنسوں کی چال جو دیکھی تو وہ اُسے پسند آئی۔ اُس نے سمجھا کہ میری چال اچھی نہیں۔ آخر اُس نے کچھ ہنسوں کے پر اُٹھائے اور اپنے پروں میں اُڑس لئے اور لگا اُن کی سی چال چلنے۔ مگر وہ اُن کی چال کب چل سکتا تھا۔ ہنسوں نے اُسے ایک اجنبی پرندہ سمجھ کر اُسے مارنا شروع کیا۔ یہ وہاں سے نکل کر اپنے کوّوں میں آشامل ہُوا۔ مگر چونکہ یہ کچھ مدت ہنسوں کی چال چل کر اپنی بھی بھول گیا تھا۔ اس لئے کوّوں نے بھی اُسے چونچیں مار مار کر اپنے میں سے باہر کیا۔ اب یہ اکیلا رہ گیا۔ نہ ادھر کا رہا نہ اودھر کا رہا۔ نہ ہنسوں نے اُسے ساتھ ملایا نہ کوّوں نے اُسے شامل کیا۔

اس مثال یا اس کہانی کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہی اس کام کو بخوبی سمجھ سکتی اور احسن طور پر سرانجام دے سکتی ہے۔ اُردو میں ایک اور ضرب المثل ہے کہ "جس کا کام اُسی کو ساجھے"۔ جب ایک کا کام دُوسرا کرنے لگیگا تو لازماً خرابی پیدا ہوگی۔ اور وہ ایک عجوبہ بن جائیگی۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مرد دُوسری عورت۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے

بعض اشتراک رکھے ہیں اور بعض اختلاف بھی رکھے ہیں۔ مثلاً کھانے پینے میں مرد اور عورت ایک ہی قسم کے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ مرد کھاتے ہوں اور عورتیں نہ کھاتی ہوں۔ گو غذاؤں میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً بعض حصے عورتوں کے اور قسم کی غذا چاہتے ہیں۔ اور مردوں کے اور قسم کی۔ مثلاً عورتوں کے جسم پر چربی زیادہ آجاتی ہے۔ اس لئے عورتیں سردی زیادہ برداشت کرسکتی ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے۔ کہ عورت اپنے بچوں کو دودھ پلاسکے۔ تو اس طرح خدا تعالیٰ نے بچے کی حفاظت فرمادی۔ تو یہ صرف خدا تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت فرق ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت میں اللہ تعالیٰ نے یکساں طور پر ترقی کرنے یعنی عقل کا مادہ رکھا ہے۔ نہ مرد کہہ سکتا ہے کہ عقل اور دماغ مجھے دیا۔ اور نہ عورت ایسا دعویٰ کرسکتی ہے۔ اسی طرح زبان مرد و عورت کو ایک سی دی ہے۔ اگر مرد بڑے بڑے مقرر ہوتے ہیں تو عورتیں بھی۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کو برابر دیئے ہیں۔ مگر قوتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرق رکھا ہے۔ بعض قوتیں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زیادہ دی ہیں۔ اور عورتوں میں کم ہیں۔ مثلاً اعصاب کی طاقت مرد میں عورت کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ مرد عورت کی نسبت بہت زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ مگر اس کے مقابل میں عورت میں اللہ تعالیٰ نے صبر کی طاقت بہت زیادہ رکھی ہے۔ صبر سے مراد ایک مشکل کو لمبے عرصہ تک برداشت کرنا ہے۔ یہ طاقت مرد میں یا تو ہے ہی نہیں یا بالکل کم ہے۔ اس کی موٹی مثال بچے کی ہے۔ بچہ روتا ہے۔ چلاتا ہے۔ مگر عورت کے ماتھے پر بل تک نہیں پڑتا۔ سو میں سے ایک مرد ہوگا جو عورت کا یہ کام کرے گا۔ اس معاملہ میں عورت کا دل خدا تعالیٰ نے پہاڑ بنایا ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے فلاسفر کو ایک دن کے لئے ایک بچہ دے دو۔ شام تک وہ نیم پاگل ہو جائیگا۔ اس کے مقابلہ میں سفر میں، جنگ میں مرد ہی کام آتے ہیں۔ یہاں پر عورت کتنی ہی ہوشیار کیوں نہ ہو۔ گھبرا جائے گی۔ حالانکہ بچوں کی پرورش کے معاملہ میں جاہل سے جاہل عورت عقلمند سے عقلمند مرد سے زیادہ معاملہ فہم اور عقلمند ثابت ہوگی۔ یہ طاقت عورتوں میں اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ مردوں میں مقابلتہً اس کا سینکڑواں حصہ بھی نہیں۔ مردوں میں بھی بعض ایسے ہوتے ہیں جو بچے پالنے جانتے ہیں۔ میںنے اپنے تجربہ میں کئی ایسے آدمی دیکھے ہیں جنہوں نے بچوں کی پرورش اچھی طرح کی۔ مثلاً ایک مرد کی بیوی مرگئی تھی۔ اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ اس نے دوسری شادی نہیں کی اور خود اپنے بچوں کی پرورش کی۔ اسی طرح ہمارے ایک دوست قادیان کے ہیں پیر افتخار احمد صاحب یہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے سالے اور منشی احمد جان صاحب کے بیٹے ہیں۔ منشی احمد جان صاحب کو خدا تعالیٰ نے ایسی بصیرت عطا کی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی دعویٰ مسیحیت بھی نہیں کیا تھا کہ انہوں نے حضورؑ کو لکھا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو وہ بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ ان کے بیٹے۔ پیر افتخار احمدؐ صاحب بچوں کے پالنے میں بڑے ماہر ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سلسلہ کے بہت بڑے رکن تھے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک قرب حاصل تھا۔ اور سلسلہ کے معاملات میں بہت غیرت رکھتے تھے۔ اُس زمانہ میں تکلفات اور آسائش وغیرہ کا خیال تو ہوتا ہی نہیں تھا۔ پیر صاحب کے رہنے کیلئے ایک کوٹھڑی حضرت صاحب کے گھر میں تھی اور اسکے اُوپر کی کوٹھڑی میں مولوی عبدالکریم صاحب رہا کرتے تھے۔ پیر صاحب کے بچوں کے رونے چلانے کی آواز آنے پر ان کو غصہ آیا کرتا تھا اور اکثر پیر صاحب سے فرمایا کرتے تھے "پیر صاحب! آپ بھی کیسے ہیں۔ بچوں کو چپ کیوں نہیں کراتے۔ مجھے تو ان کے رونے کی آواز سے سخت گھبراہٹ ہوتی ہے" جب ۱۹۰۵ء میں زلزلہ آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ اپنے دوستوں کے باغ میں رہنے لگے تو ان دونوں کے جھونپڑے بھی پاس پاس تھے۔ وہاں ایک دن مولوی صاحب نے پیر صاحب سے کہا "پیر صاحب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے بچے روتے ہیں اور آپ نے ان میں سے ایک کو نہایت اطمینان سے کندھوں سے لگایا ہوا ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو نرمی سے پچکارتے رہتے ہیں۔ اگر میرے پاس ہوں تو مجھ سے تو ایسا نہ ہو سکے۔ بلکہ مجھے تو یہ دیکھکر ہی گھبراہٹ ہوتی ہے" پیر صاحب مُسکرا دیئے اور کہنے لگے۔ "میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ بچوں کو تو میں نے اُٹھایا ہوتا ہے اور آپکو یونہی گھبراہٹ کیوں ہوتی ہے۔" تو بعض مرد ایسے ہوتے ہیں۔ مگر بالعموم مردوں کو اگر بچے سنبھالنے پڑیں تو تھوڑی ہی دیر میں گھبرا جائیں۔ مجھے تو پانچ منٹ بھی اگر بچہ رکھنا پڑے تو گھبرا جاتا ہوں۔ لیکن عورتیں کھانا، پکانا، پڑھنا لکھنا سب کام کرتی ہیں۔ اور بچوں کی نگہداشت سے اور اُن کے رونے چلانے سے ذرا نہیں گھبراتیں۔ اگر گھبرا بھی جائیں تو ذرا سی چپت رسید کی اور ایک منٹ کے بعد پھر گلے لگا لیا۔ غرض فطرتیں اللہ تعالیٰ نے مختلف رکھی ہیں۔ اگر کوئی چاہے کہ دونوں کے فرائض بدل دئے جائیں۔ تو دونوں اپنے کاموں میں ناقص رہ جائیں گے۔ ہر ایک اپنا اپنا کام کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اگر کوئی ہاتھ کا کام پَیر سے لینا چاہے۔ یا پَیر کا کام ہاتھ سے لینا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ بیسیوں کام ہاتھ کے ایسے ہیں جو پَیر یا تو بالکل کر ہی نہیں سکیگا۔ یا اگر کرنے کی کوشش کرے گا تو خراب کر دیگا۔ دونوں کے کام مختلف ہیں اور علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے خدا تعالیٰ نے ہاتھ اور پاؤں بنائے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے جہاں بعض باتوں میں مرد اور عورت میں اتفاق رکھا ہے، وہاں دونوں کے مختلف کاموں کے مدنظر اختلافات بھی رکھے ہیں مگر افسوس کہ ہمارے مرد اور عورتیں اس فرق کو نہیں سمجھتیں۔ مرد تو اختلاف پر زور دیتے ہیں مگر عورتیں اتحاد و اتفاق پر زور دیتی ہیں۔ حالانکہ دونوں غلطی پر ہیں۔ مرد شادی کے بعد عورت کو ایک حقیر جانور خیال کرتا ہے جو اُسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاس آنے کے بعد اپنے تمام پہلے تعلقات کو بھول جائے۔ اور وہ یہ اُمید کرتا ہے کہ وہ بالکل میرے ہی اندر جذب ہو جائے اور میرے ہی رشتہ داروں میں رل جائے۔ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کی خدمت یا ملاقات کرنا چاہے تو یہ بات مَرد پر گراں گزرتی ہے۔ اور بعض اوقات تو وہ دبیدہ دلیری سے ایسی بات یا حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو اس عورت کے خاندان کے لئے ذلّت کا باعث ہوتی ہے۔ وہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر بھی ویسا ہی دل رکھا ہے جیسا کہ اُس کے اپنے اندر۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور وہ بچاری اپنے جذبات کو دبا دبا کر رکھتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں سل اور دق کا شکار ہو جاتی ہے۔ اور میرے خیال میں جو آجکل ہسٹیریا وغیرہ کی بیماریاں ہیں۔ ان کا یہی سبب ہے۔ پس مَرد سمجھتا ہے۔ کہ عورت میں حس ہی نہیں۔ حالانکہ اُس کے پہلو میں بھی ویسا ہی دل ہے جیسا کہ اُس کے اپنے پہلو میں۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کی بیوی کے اندر ایک محبّت کرنے والا دل ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ماں جس نے اپنی بیٹی کو ایسی حالت میں پالا تھا جبکہ اگر وہ مَرد اُس کو دیکھتا تو ہرگز دیکھنا بھی پسند نہ کرتا۔ اُسے وہ چھوڑ دے۔ یہی حال آجکل کی ساسوں کا ہے۔ وہ بھول جاتی ہیں اپنے زمانہ کو۔ وہ بھول جاتی ہیں اُس سلوک کو جو اُنکے خاوندوں نے یا اُن کی ساسوں نے اُن کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح عورتیں اپنی بہوؤں کے جذبات اور

طبعی تقاضوں کا خیال نہیں کرتیں۔ اور بات بات پر لڑائی شروع کر دیتی ہیں۔ حالانکہ یہ طریق غلط ہے۔ دُنیا میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مَرد عورت کے جذبات کے متعلق اتنی بدخیالی کرتا ہے گویا عورت میں دِل ہی نہیں یا عورت کے جذبات ہی نہیں لیکن عورتوں میں یہ بات بہت ہی کم دیکھی گئی ہے۔ بعض عورتیں ہوتی ہیں جو زبردست ہوتی ہیں۔ جو چاہتی ہیں کہ مَرد سب کچھ بھول جائیں۔ اور صرف اُنہی میں محو ہو جائیں۔ مگر بہت ہی کم۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کسقدر اپنے رشتہ داروں کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ گھر میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ آپؐ کی بیوی اُم حبیبہ (جو ابو سفیان کی بیٹی تھی) کی ران پر اپنے بھائی معاویہ کا سر ہے اور وہ اُن کے سر کے بالوں سے کھیل رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ اُم حبیبہ کیا آپکو معاویہ بہت پیارا ہے۔ انہوں نے جواب دیا "ہاں" آپؐ نے فرمایا۔ مجھے بھی بہت پیارا ہے۔

آجکل کی تعلیمیافتہ عورتیں یہ سمجھنے لگ گئی ہیں۔ کہ ہم بھی وہ سب کام کر سکتی ہیں جو مَرد کر سکتے ہیں۔ اگر مَرد کُشتی کرتے ہیں تو عورتوں نے بھی کُشتی لڑائی شروع کر دی ہے۔ حالانکہ کجا عورت کی شرم و حیا اور کجا کُشتی۔ اسی طرح عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نوکریاں کرینگی۔ حالانکہ اگر وہ نوکریاں کرینگی تو اُن کی اولادیں تباہ ہو جائیں گی۔ وہ بچّوں کی تربیت کیونکر کر سکینگی۔ یہ غلط قسم کی تعلیم ہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس نے عورتوں میں اس قسم کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔ ولایت میں عورتوں کے اس قسم کے طریق اختیار کرنے پر ایک شور برپا ہے۔ چنانچہ جن ملکوں کے لوگوں میں اولادیں پیدا کرنے کی خواہش ہے وہ یہی چاہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے تمام ملازمتوں کے دروازے بند کر دئے جائیں۔ اور جس کام کے لئے عورتیں پیدا کی گئی ہیں وُہی کام کریں۔ حالانکہ گھر میں سب سے قیمتی امانت بچہ ہے اور بچہ کی تعلیم و تربیت ماں کا اولین فرض ہے۔ اگر عورتیں نوکریاں کریں گی۔ تو بچوں کی تربیت ناممکن ہے۔

میری غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ نے عورت کو فکر اور دل و دماغ بخشا ہے تاکہ وہ عرفان حاصل کرے۔ وہاں مردوں اور عورتوں میں اختلاف و اشتراک بھی رکھا ہے۔ اور مردوں کو اپنے اختلاف دیکھتے ہوئے اپنے کام کرنے چاہئیں اور عورتوں کو اپنے۔ ہاں جن باتوں میں اشتراک ہے وہ مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں۔ مثلاً جہاں مرد کیلئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہیں۔ وہاں عورتوں پر بھی یہ فرض ہیں۔ تا دونوں اپنے اپنے اعمال کی جزا و سزا حاصل کریں۔ اور یہ قانون بھی خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہے۔ لیکن جہاد کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد عورتوں پر فرض نہیں۔ مجھے صرف مردوں کے لئے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں جنگ میں عورتیں مرہم پٹی کر سکتی ہیں۔ اصل ذمہ واری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے۔ اور یہ ذمہ واری جہاد کی ذمہ واری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو۔ تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ اور قوم ترقی کرتی ہے۔ اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے۔ پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دارو مدار اُس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔ اگر آجکل کی مائیں اپنی اولادوں کی تربیت اسی طرح کرتیں جیسی کہ صحابیات نے کی۔ تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اُن کے بچے بھی ویسے ہی قوم کے جان نثار سپاہی ہوتے جیسے کہ صحابیات کی اولادیں تھیں۔ اگر آج بھی خدانخواستہ جماعت احمدیہ میں کوئی خرابی واقع ہوئی۔ تو اس کی عورتیں ہی ذمہ وار ہوں گی۔ الغرض ماؤں کی یہ ذمہ واری اسقدر اہم ہے۔ کہ اگر مخلص مرد چاہیں کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت کریں تو اُن میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ بچوں کی تربیت کرنے کی طاقت اور ملکہ عورت میں ہی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ تم اپنی اس اہم ذمہ واری کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کر دو۔ بلکہ پوری توجہ سے اس فریضہ کو ادا کرو۔ تم میں سے کتنی ہیں جو یہ چاہتی ہیں کہ تمہارا بچہ خوبصورت ہو۔ تندرست ہو۔ اگر وہ بدصورت ہوتا ہے یا کالا ہوتا ہے تو تم سارے جہان کے پوڈر لگا لگا کر اُس کو خوبصورت بنا کر دیکھنے کی کوشش کرتی ہو لیکن اگر تم اُس کو انسانوں والی شکل دے بھی دو مگر اس کی رُوح انسانوں والی نہ ہو۔ تو کیا تم اسکو دیکھکر خوش ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر تم اپنے بچوں کی رُوح کی خوبصورتی کی پرواہ نہ کرو گی۔ تو تم اُس کی سخت ترین دشمن ثابت ہو گی کیونکہ تم نے ظاہری شکل تو اُس کو انسان کی دی مگر اصل میں سانپ اور بچھو سے بدتر بنا دیا۔ تم نے بیشک اس کی ظاہری زیبائش و آرائش میں کوئی کمی نہ کی مگر اُس کے اندر شیطان پیدا ہو گیا۔

پس اگر آج کی عورتیں اپنے بچوں کی تربیت کا خیال چھوڑ دیں گی۔ تو آئندہ نسل انسان نہیں بلکہ سانپ اور بچھو پیدا ہوں گے۔ تو پھر کیا تم اُسوقت جب سانپ اور بچھو انسانوں کی شکل میں آجائیں۔ اُن کو دیکھ کر خوش ہو گی۔ اگر تمہارے ہی بچے تمہاری تربیت کے نتیجہ میں کسی دن نیک ہوں گے تو وہ تمہارے لئے اور تمہاری رُوحوں کیلئے دُعائیں کریں گے۔ ورنہ وہ تم پر لعنت کے سوا اور کیا بھیجیں گے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کو چوری اور ڈاکے اور جھوٹ کی عادتیں ڈالتی ہیں۔ مثلاً ایک بچہ کو چوری کی عادت تھی۔ وہ باہر سے یا سکول سے چیزیں چُرا چُرا کر گھر لاتا اور ماں اُس سے وہ چیزیں لے لیتی۔ ایسی ہی باتوں کے نتیجہ میں وہ پکا چور اور قاتل بن گیا۔ اُسے پھانسی کی سزا ملی۔ جیسا کہ قاعدہ ہے اُس لڑکے سے بھی پھانسی دئے جانے سے قبل پُوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے میری ماں سے ملا دو جب اُس کی ماں آئی تو اُس نے اُس کے کان میں بات کہنے کے بہانے پر اُس کے کان کو دانتوں سے کاٹ ڈالا۔ لڑکے نے اس فعل کی وجہ دریافت کئے جانے پر بتلایا کہ اگر یہ میری ماں نہ ہوتی تو آج مَیں پھانسی نہ چڑھتا۔ اس نے ہی مجھے انسان سے شیطان بنایا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ عملی طور پر ہی بدیاں اور بُری باتیں مائیں اپنے بچوں کو سکھائیں۔ بلکہ بے پرواہی اور بے توجہی سے جو بدیاں بچے میں پیدا ہو جائیں۔ یا جو بُری عادتیں وہ سیکھ لیتا ہے۔ اسکی ذمہ واری بھی عورتوں پر ہی آتی ہے۔ تم میں سے بہت ہیں جو یہ کہیں گی کہ میرا بچہ بیشک کلمہ نہ پڑھے لیکن زندہ رہے۔ لیکن تم میں سے کتنی ہیں جو یہ کہیں کہ میرا بچہ کلمہ پڑھ لے پھر بیشک مر جائے ایک عورت اپنے بیمار بچہ کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ میرا بچہ عیسائی ہو گیا ہے۔ آپ اس کا علاج بھی کریں۔ لیکن جو بات وہ اصرار کے ساتھ کہتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اس سے ایک دفعہ کلمہ پڑھوا دیں پھر بیشک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس لڑکے کو چونکہ وہ بیمار تھا حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ تا آپ اُس کی بیماری کا علاج بھی کریں اور کچھ تبلیغ بھی کریں۔ لیکن وہ لڑکا بھی بڑا پختہ تھا۔ وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات بھاگ کر چلا گیا۔ رات کو ہی اُس کی ماں کو بھی پتہ چل گیا وہ بھی اُس کے پیچھے دوڑ پڑی اور بٹالہ کے نزدیک سے اُسے پکڑ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر واپس لائی۔ آخر خدا نے اُس کی سُنی اُس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ فوت بھی جلد ہو گیا۔ مگر اُس عورت نے کہا۔ اب میرے دل کو ٹھنڈک پڑ گئی ہے۔ موت سے پہلے اُسنے کلمہ تو پڑھ لیا ہے۔ یہ ہوتی ہے صحیح تربیت اور یہ ہوتی ہے وہ رُوح جو اسلام عورت میں پھونکنا چاہتا ہے۔ اِس قسم کی تربیت کرنے والی عورتیں جو اپنے بچّوں کو نیک اور تربیت یافتہ دیکھنا پسند کرتی ہیں۔ وہ اپنے۔لئے ہی نہیں بلکہ ساری قوم کیلئے فائدہ مند ہوتی ہیں۔ وہ ساری قوم کو زندہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ امام بخاریؒ بہت بڑے آدمی تھے۔ اُن کے بڑے آدمی ہونے میں اُن کی ماں کا بہت بڑا حصّہ تھا۔ تو کیا تم سمجھتی ہو کہ ایسی ماں سے فائدہ اُٹھانے والے کا ثواب اُن کی ماں کو نہ ملتا تھا۔ نہیں امام بخاریؒ کی نیکیوں کے ثواب میں اُنکی ماں بہت حد تک حصّہ دار تھیں۔ اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ کی والدہ تم نہیں کہہ سکتیں۔ کہ معمولی عورت تھیں۔ وہ ہرگز معمولی عورت نہ تھیں۔ کیا ابو حنیفہ کو بنانیوالی معمولی عورت ہو سکتی ہے، قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی انسان کسی بڑے درجے کو پہنچیگا۔ تو اُسکے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو اُس کے ساتھ رکھا جائیگا۔ اور وہ بھی اُس کے ثواب کے مستحق ہونگے۔ مومن کے بنانے میں اُس کے ماں باپ کا حصّہ ہوتا ہے ایک ہندو ماں کا یا ایک عیسائی ماں کا بچّہ اگر مُسلمان ہو جائے گا۔ تو یہ مت خیال کرو کہ اُسکی ماں کو ثواب نہ ملا ہو گا۔ اگرچہ اُسکی ماں پُوری طرح نہ بخشی جائے۔ لیکن پھر بھی اُس کے گُناہوں میں کمی ہو گی۔ تُم میں سے اکثر جہاد کی خواہش مند ہیں۔ لیکن آؤ میں تمہیں بتلادُوں کہ یہ جہاد ہی ہے۔ اگر تم اپنے بچّوں کی صحیح تربیت کرو گی اور اُن کو نیک بناؤ گی۔

تم اور حکومتوں میں تو کہہ سکتی ہو کہ اگر ہم بچّوں کی خدمت میں لگی رہینگی تو ہم تاجر کیسے بنیں گی۔ اگر ان کی تربیت میں ہی لگی رہینگی تو وزیر، وکیل اور جرنیل وغیرہ کیسے بنیں گی۔ اور دُنیا میں امن نہیں قائم کر سکتیں۔ لیکن تم اسلام میں رہ کر یہ نہیں کہہ سکتیں۔ بیشک تم کو عیسائی قوم اس کا جواب نہیں دے سکتی لیکن اسلام نے تو تمہارا یہ اعتراض دُور کر دیا۔ اِسلام کہتا ہے کہ اگر تمہارا بیٹا جرنیل بنیگا۔ اور وزارت کے کام کر کے دُنیا میں امن قائم کرے گا۔ تو اس کا ثواب بھی تم کو ملیگا۔ کیونکہ یہ تم ہی تھیں جس نے ایسا بیٹا بنایا جس نے دُنیا میں کارہائے نمایاں کئے۔ غرض بس جنت کا تمہارا بیٹا وارث ہو گا۔ اُسی جنّت کی اِسلام نے تم کو حقدار ٹھیرایا ہے۔ پس تمہاری تمامتر کامیابی کا انحصار تمہاری اولاد کی تربیت پر ہی ہے۔ تُم صدقہ و خیرات اور نماز و روزہ کی پابند رہو۔ اگر تم ان باتوں پر کاربند نہ ہو گی۔ تو تمہاری اُولادیں کس طرح احکام شریعت کی پابند ہوں گی۔ تم اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیک نمونہ سے ہی ایک حد تک اپنی اولاد کی تربیت کر سکتی ہو۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ انسان جو نمونہ دکھاتا ہے ارد گرد کے لوگ اُس کا نمونہ قبول کرتے ہیں۔ اور بچّہ میں تو نقل کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اگر مائیں اپنی اولادوں کے لئے نیک نمونہ نہیں بنتیں تو یقیناً اُن کی اولادوں کی تربیت اچھی طرح ہونا ناممکن ہے۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے علم کی شرط مرد اور عورت کے لئے برابر رکھی ہے۔ وہ تعلیم جو دُنیا کی اغراض کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔ اس کا ثواب نہیں ملتا۔ خدا تعالیٰ اُن نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے جن کا بدلہ اس دنیا میں نہیں ملتا۔ مرد بیشک اکثر دنیا کے اغراض کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں مگر ایسی تعلیم کا اُن کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔ ہاں عورتوں کیلئے تعلیم مکمل کر کے ثواب حاصل کرنے کا ذریں موقع ہے۔ کیونکہ عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے میں دنیاوی غرض کوئی نہیں۔ بلکہ تعلیم کی غرض محض تعلیم ہی ہے۔ اس لئے عورتیں تعلیم حاصل کر کے ثواب حاصل کر سکتی ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم روزے رکھتے ہو۔ تم نمازیں پڑھتے ہو۔ لیکن اس دُنیا میں تمہیں اس کا بدلہ نہیں ملتا۔ اِس لئے میں آخرت میں تم کو اس کا بدلہ دُونگا۔ تُم اپنے لڑکوں کو تعلیم دلواتے ہو۔ وہ پڑھ کر نوکر ہوتے ہیں۔ تمہیں کھلاتے ہیں۔ پہناتے ہیں۔ تو تم نے اُن کو تعلیم دلوانے کا بدلہ پا لیا۔ لیکن جو لڑکی کی تعلیم پر تم خرچ کرتی ہو اس کا ثواب تمہیں اس دُنیا میں نہیں ملتا۔ اس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں۔ اور وہ ان کو اعلیٰ تعلیم دلواتا ہے اور اُن کی اچھی تربیت کرتا ہے۔ تو وہ جنّت میں جائیگا۔ تو لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جنّت کا وعدہ ہے۔ مگر لڑکوں کے لئے نہیں۔ یہ تربیت کا کام معمولی نہیں۔ تمہیں خود علم ہوگا تو دُوسروں کو علم سکھاؤ گی۔ اس لئے تم پہلے خود تعلیم حاصل کرو۔ تا اپنی اولادوں کی صحیح معنوں میں تربیت کر سکو۔ تم لوگوں کا فرض ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے۔ اپنی تعلیم و تربیت کا خیال کرو۔ اگر اپنی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرو گی۔ تو قوم درست نہیں ہوگی۔ اور یقیناً سلسلہ کی جو خدمت تمہارے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور جو معمولی خدمت نہیں۔ وہ تم سے بالکل نہیں ہو سکے گی۔

یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ اسلام اور سلسلہ کی جو خدمت تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر کے کر سکتی ہو۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ تم کوشش کر کے انکی بچپن سے ہی اس رنگ میں تربیت کرو۔ تا ان کی جانیں سلسلہ کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ تم ان کو بچپن ہی سے یہ تعلیم دو کہ وہ سچّائی پر عامل ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ کیونکہ اگر تمہارا بچّہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو وہ تم کو بھی بدنام کرتا ہے اور خدا کو بھی ناراض کرتا ہے۔ تم ان کو یہ تعلیم دو۔ کہ تمہاری جانیں سلسلہ کے لئے ہیں۔ کیونکہ جانی قُربانی کرتے وقت سب سے پہلے جو اُن کے دل میں جذبہ پیدا ہوتا ہے وُہ یہی ہے کہ ہمارے پیچھے ہماری ماؤں کا اور ہماری بیویوں کا کیا حال ہوگا۔ اگر تم ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن کو یہ کہدو کہ ہم تب ہی خوش ہوں گی۔ جب تم یا تو فتح پاکر آؤ یا وہاں ہی مارے جاؤ۔ تو پھر اُن کے بوجھ ہلکے ہو جائیں گے۔ اور قربانیاں کرنے کے میدان میں وہ دلیر اور چست گام ہو جائیں گے۔ وہ اپنی زندگیاں قربان کرنے میں ذرہ بھی لرزہ نہ کھائیں گے۔ صحابہ نے فتوحات پر فتوحات حاصل کیں۔ لیکن کیوں۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہماری موت ہماری ماؤں کو کوئی صدمہ نہیں پہنچائے گی۔ وہ جانتے تھے کہ ہماری موت ہماری بیویوں کو کوئی صدمہ نہیں پہنچائے گی۔ بلکہ اُن کے لئے فرحت و خوشی کا موجب ہوگی۔ اس لئے وہ نڈر ہو کر نکلتے تھے۔ اور فتح حاصل کر کے آتے تھے جنگ احد کے موقع پر ایک عورت نے اپنی قوت ایمان کا وہ مظاہرہ کیا کہ دُنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس جنگ کے موقع پر مشہور ہو گیا کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ عورتیں بیتاب ہو کر میدانِ جنگ کی طرف بھاگ نکلیں۔ ایک عورت نے آگے بڑھ کر پُوچھا تو ایک سپاہی نے جواب دیا۔ اے عورت تیرا خاوند شہید ہو گیا۔ لیکن اُس عورت نے کہا۔ میں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتی ہوں تم مجھے اُن کا حال بتاؤ۔ لیکن پھر اُس آدمی نے کہا کہ تمہارا باپ مارا گیا۔ اُس عورت نے پھر بھی پرواہ نہ کی۔ اور پوچھا کہ مجھے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق خبر دو۔ لیکن اُس سپاہی نے اُس کے کرب و بیقراری کا صحیح علم نہ رکھتے ہوئے اس کے بھائی کے متعلق کہا کہ وہ بھی مارا گیا ہے۔ لیکن پھر اُس عورت نے غصہ کے ساتھ بڑے زور سے پُوچھا کہ میں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال تم سے پُوچھ رہی ہوں اپنے باپ یا بھائی یا خاوند کا نہیں پُوچھ رہی۔ تو پھر سپاہی نے جواب دیا کہ رسُول اللہؐ تو خیریت سے ہیں۔ یہ خبر پاکر اُس عورت کے دل میں خوشی اور اطمینان کی لہر دَوڑ گئی اور بے اختیار کہنے لگی۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا رسُول تو خیریت سے ہے۔ دُوسرے مارے گئے تو کوئی پَرواہ نہیں۔ پس سوچو کہ اُس عورت کے بھائی، باپ اور خاوند کیوں میدان جنگ میں گئے۔ اس لئے کہ اُس کا خاوند جانتا تھا کہ اگر میں مارا گیا۔ تو میری بیوی کو میری وفات کا کوئی صدمہ نہیں ہوگا۔ اس کے بھائی یہ سمجھتے تھے کہ ہماری بہن ہماری شکست پر زندہ درگور ہو جائے گی۔ مگر تمہارے بچوں کے دِل کیوں ڈرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہماری ماں جاتے وقت روتی ہے۔ اِس طرح وہ بُزدِل ہو جاتے ہیں۔

پس تم اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت کر سکتی ہو۔ اگر تم اپنے بیٹوں کو ابوبکرؓ یا عمرؓ بنا دو گی اور یقیناً جو مقام تمہارے بیٹے کو ملیگا۔ وہی تمہیں ملیگا۔

اس کے بعد میں تحریک جدید کی طرف عورتوں کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ اِس میں جو بات عورتوں کے ساتھ خاص طور پر تعلق رکھتی ہے وہ سادہ زندگی ہے۔ یعنی لباس، زیور اور کھانے پینے میں سادگی اسوقت ہندوستانیوں کی حالت نہایت گری ہُوئی ہے۔ سارے ملکوں کی دولت یورپ میں جا رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمان بھی نہایت ذلّت کی حالت میں ہیں۔ ایک ہندوستانی کی ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انگریز کے سامنے کوئی ہستی ہی نہیں۔ ایک انگریز چوہڑا بھی اگر ہندوستان میں آجائے تو وہ عزت والا ہوتا ہے۔ مگر ہندوستانی کو کوئی پُوچھتا بھی نہیں۔ یہ اس لئے کہ انگریز حاکم ہے اور ہندوستانی محکوم۔ اسی وجہ سے ہمارا ملک روز بروز کمزور ہو رہا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ بھی اپنی حالت کو آپ خراب کر رہے ہیں۔ وہ اپنے زیور اور مال و دولت سے ہی اپنے ملک کو کمزور کرنے پر تُلے ہُوئے ہیں۔ زمیندار لوگوں میں بیشک سادگی ہے۔ مگر غلط سادگی ہے۔ وہ اپنے بیاہوں شادیوں پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اور ساری عمر اُس کے سُود سے نجات نہیں پا سکتے۔ ہمارے سامنے اس قسم کی زندہ مثال فیروز پور کے ایک شخص کی ہے جس نے شروع میں پچاس روپیہ قرض لیا۔ مگر اس قرضہ کے سُود در سُود کے نتیجہ میں وہ لاکھوں کا مقروض ہوگیا۔ اسی طرح شہری لوگ بھی حد سے زیادہ اسراف کرتے ہیں۔ مَیں نے کئی مرتبہ جماعت کو اس اَمر کیطرف توجہ دلائی ہے۔ اور آج پھر تمہاری توجہ اس بات کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ بجائے قرضہ اُٹھانے کے تم کیوں نہیں یہ کرتیں کہ پہلے بچا لیا کرو۔ تا تمہیں قرضہ لینے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔ تم کہہ سکتی ہو۔ کہ ہمارے پاس بچانے کے لئے کچھ نہیں۔ لیکن کیا جب تمہارے پاس کھانا کھانے کو چند پیسے نہیں ہوتے تو تم فاقہ کرتی ہو۔ نہیں بلکہ قرضہ لیتی ہو۔ اور کھانے کا سامان کرتی ہو۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ تم فاقے کرو۔ تا آیندہ تمہاری اولادیں تمہارے لئے دُعائیں کریں۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور جمع کر سکتا ہے۔ اگر تم بھی کچھ نہ کچھ پس انداز کرتی جاؤگی۔ تو تمہارا خاوند بنیئے کے پاس نہیں جائے گا۔ آخر خود ہی سوچو کہ تم کس لئے اپنی اَولادوں کو مقروض بناتی ہو۔ چار پانچ روپے کے لئے۔ اور اس معمولی سی رقم کی وجہ سے تمہاری اولادیں اپنی ساری عمر غلامی میں بسر کرتی ہیں۔ اور کہتی رہتی ہیں کہ خدا رحم کرے ہمارے دادا پر کہ اُس نے دس ہزار روپیہ ہمارے سر چڑھا دیا۔ اور ساری عمر کے لئے ہمیں بنیئے کا غلام بنا دیا۔ اگر اُن کی مائیں تھوڑا تھوڑا بھی جمع کرتی رہتیں اور اپنے نفس کو قابو میں رکھتیں اور قرضہ نہ لیتیں تو غلامی سے نجات ہو جاتی۔

کفایت شعاری کسی قوم کے افراد کا پہلا اور اہم فرض ہے۔ اور کفایت شعاری ہی وہ اصل ہے۔ جسپر عمل کر کے کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے۔ تم اپنے خاوندوں کو اسراف سے روکو۔ اور اپنے بچوّں کو غلامی سے بچاؤ۔ پس کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہنا چاہیئے اور کھانے اور پینے میں سادگی اختیار کرنی چاہیئے۔

ایک کھانا کھانے سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ امیر اور غریب آپس میں مل بیٹھیں گے۔ اور امارت و غربت کا امتیاز مِٹ جائیگا۔ دُوسرا اس کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کھانا کھانے سے انسان کی صحت اچھی رہتی ہے۔ زیادہ کھانے کھانے سے ایک یہ نقصان ہوتا ہے کہ معدے کمزور ہو جاتے ہیں پیچش اور کسل کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکایت رہتی ہے۔ ایسے لوگ نہ تو نماز پڑھ سکتے ہیں نہ روزہ رکھ سکتے ہیں۔ کھانوں کے شوقین نمازوں میں بھی مرغن کباب اور متنجن کے خواب ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں سادہ زندگی میں ایسی لذّت ہے کہ عبادتوں میں بھی ایک لذّت محسوس ہوتی ہے۔

ایک صُوفی سے جب پُوچھا گیا۔ کہ خدا کس طرح مل سکتا ہے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ کم کھانے کم سونے اور کم بولنے سے۔ یہ تین چیزیں خدا سے ملاتی ہیں۔ پس تحریک جدید جو ہے۔ وہ کم خوردن پر زور ڈالتی ہے۔ سادہ زندگی اختیار کرنے سے تم شوربہ پکاؤ گی تو تم آسانی سے دو اور غریبوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلا سکو گی۔ اس طرح تمہارا دل بھی خوش ہو جائے گا اور غریب کا دل خوش کرنے سے تو خدا تعالیٰ بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح اگر تم کھانوں میں کمی کرو گی۔ تو تمہاری دعوتیں وسیع ہو جائیں گی۔ اور روپیہ بھی کم خرچ ہو گا۔ جو روپیہ بچیگا۔ تم اپنے بچّوں کی تعلیموں پر خرچ کر سکو گی۔ اور تم چندے بھی دے سکو گی۔ اور دُوسرے دینی مشاغل میں بھی وہ بچایا ہوا روپیہ صرف کر سکو گی۔ اگر امیر عورتیں ایسی عادت ڈالیں تو وہ اپنے خاوندوں کو بھی سُدھار سکتی ہیں۔ اور میں نے کئی ایسی مثالیں دیکھی ہیں جہاں عورتوں نے مردوں کو سُدھارا اور انہوں نے اپنے خاوندوں کو بھی مخلص بنا دیا۔ وہ چونکہ خود سادہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ اِس لئے اُنہوں نے اپنے خاوندوں کو بھی ایسا بنا دیا۔

پس تحریک جدید میں عورتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ تم اقتصادی طور پر اپنے خاوندوں کی مدد کرو۔ سادہ خوراک اور سادہ کھانے کی عادت ڈالو۔ جو عورت زیور سے خوش ہو جاتی ہے۔ وہ بڑے کام نہیں کر سکتی۔ پس سادہ کھانا کھاؤ۔ سادہ کپڑے پہنو۔ اور مساوات قائم کرو۔ ورنہ خدا تعالیٰ خود تمہارے اندر مساوات قائم کر دے گا۔ آجکل خدا تعالیٰ ایک نئی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے۔ نئی بادشاہت میں امیر غریب ہو جائیں گے اور غریب امیر۔ جو مصیبت امیر اپنے اوپر عائد کریں گے۔ اس کا کوئی دُوسرا ذمّہ وار نہ ہو گا۔ بلکہ وہی خود ذمّہ وار ہونگے۔ اگر تم دُنیا میں سُکھ حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اور خدا کو بھی خوش کرنا چاہتی ہو۔ تو اپنے مالوں میں سے غریبوں کو بھی حصّہ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گی۔ تو وہ دن نزدیک ہیں کہ خُدا خود اس کا انتظام کرے۔ تم اُن دنوں کا انتظار مت کرو۔ بلکہ خود ہی ثواب اُٹھاؤ۔ مَیں اُمّید کرتا ہوں کہ تم اپنی اولادوں کی تربیت کیطرف خاص طور پر توجہ کرو گی۔ اور دُنیا کے لئے اپنے آپکو ایک نیک نمونہ بناؤ گی ۔

میرا نام

"بتاؤ میرا نام کیا ہے" کے زیر عنوان گذشتہ پرچہ میں جو معمہ شائع ہوا ہے اُس کا حل "سیتا" ہے۔ صحیح حل کرنیوالی بہنوں کے نام یہ ہیں:
امۃ الرحمٰن، رفیعہ بیگم۔ طاہرہ۔ زبیدہ۔ شوکت۔ رشیدہ بیگم سندھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ جلسہ ۱۹۳۸ء پر ایک سرسری نظر

قادیان میں مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ابتدائے دسمبر ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ مگر ۲۱ و ۲۲ کو مہمانوں کی تشریف آوری بہت بڑھ گئی۔ اور ۲۴ و ۲۵ کو تو سپیشل گاڑیوں نے جلسہ کی رونق کو چار چاند لگا دئے۔ ایک زمانہ تھا کہ قادیان کے گلی کوچے بالکل ناہموار تھے۔ اندھیری راتوں میں ایک پاؤں اوپر اور ایک نیچے پڑتا تھا۔ اس وقت کی حالت کو دیکھکر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ قادیان میں برقی لیمپ جگمگائیں گے۔ اسوقت خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ یہ بستی جو اس وقت لوگوں کی نظروں میں حقیر ہے۔ اور جس کے باشندوں کے لئے دُنیاوی آرام کا کوئی سامان مہیا نہیں۔ ایک دن دین و دُنیا کی تمام راحتوں کا مرکز بن جائے گی۔ جس طرح یہاں رُوحانی دُنیا کیلئے ایک سُورج چمکا جو دُنیا کو اپنی کرنوں سے منور کر دے گا۔ اسی طرح دُنیاوی ظلمتیں بھی بجلی کی روشنی سے پھاڑ دی جائینگی۔ چنانچہ آہستہ آہستہ قادیان کی آبادی بڑھنے لگی اور اس کے گلی کوچے صاف ہونے لگے۔ گڑھے بھرے جانے لگے۔ اور زمین ہموار ہونے لگی۔ اور چونکہ خُدا نے مقدر کر رکھا تھا کہ قادیان کی ترقی ہر رنگ میں دکھائے۔ اس لئے اس کے فضل سے ۱۹۳۵ء میں قادیان کی مقدس بستی میں بجلی آ گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتیوں کے طفیل قادیان کے گلی کوچوں میں بجلی کی روشنی نظر آنے لگی۔ الغرض لاکھوں انسانوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ بھی ایک نشان بنگئی۔ اور جلسہ کی رونق کو بڑی حد تک بڑھانیکا باعث ہو گئی۔

خُدا نے اپنے برگزیدہ مسیح سے وعدہ کیا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس لئے ضروری تھا کہ ایسے سامان پیدا کئے جاتے کہ تبلیغ آسانی سے دُنیا کے کناروں تک پہنچ سکے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایسی بہت سی ایجادیں ہوئیں۔ جن سے بآسانی نشر و اشاعت ہو سکے۔ ان میں سے ایک ایجاد لاؤڈ سپیکر بھی ہے۔ وہ قادیان جس کے متعلق کوئی وہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہاں بجلی کی روشنی آئیگی۔ وہاں بھلا لاؤڈ سپیکر کے متعلق کیسے خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ لگایا جائیگا۔ اور ہزارہا بندگانِ خدا امن و صداقت کی باتیں سن سکینگے۔ مگر جس خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نشر و اشاعت کے لئے بھیجا۔ اسنے خود تمام سامان پیدا کئے۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں اس کے فضل سے لاؤڈ سپیکر جلسہ گاہ میں نصب کیا گیا۔ اور ۱۹۳۷ء سے مستورات کا انتظام بھی باہر کیا گیا۔ تاکہ وہ بھی اس کے فوائد سے محروم نہ رہیں۔

۲۶ تاریخ کو جب میں جلسہ گاہ کی طرف گئی تو میں ابھی نُور ہسپتال سے چند قدم آگے پہنچی ہی تھی کہ میں نے فضا میں ایک نغمہ پھیلا ہوا سُنا۔ میرے کانوں کو یہ شیریں آواز بہت ہی بھلی معلوم ہوئی۔ میرے دل نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکو بہت پسند کیا۔ جوں جوں میں آگے بڑھتی گئی۔ آواز صاف سُنائی دینے لگی۔ جب میں مردانہ جلسہ گاہ کے قریب پہنچی۔ تو دیکھا کہ لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہے۔ اور کوئی شخص نظم پڑھ رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ پنڈال کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ابھی جوق درجوق لوگ آرہے تھے۔ اور سب لوگ ایک ہی جذبہ اخلاص کولے کر آئے تھے۔ میری نظر زمین سے بلند و بالا گیلریوں پر پڑی جو فدائیوں سے بھری ہوئی تھیں اور باوجود جلسہ گاہ وسیع کئے جانے کے وہ سب پُر تھیں۔ میں انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں زنانہ جلسہ گاہ میں پہنچی۔ وہاں کا نظارہ دیکھ کر حیرانی کی حد نہ رہی۔ تمام جلسہ گاہ مستورات اور بچوں سے اس طرح بھرا پڑا تھا کہ کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ہندوستان کے ہر طبقہ کی عورتیں آئی ہوئی تھیں جو سردیوں کے موسم میں ہزارہا میلوں کا سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔ اور جن کا کرایہ بھی ہزارہا روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ میں مجسمہ حیرت تھی اور کہہ رہی تھی۔ کہ خدایا تُو نے ہی اس قدر مخلوق کے دلوں میں الہام کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اشعار میری آنکھوں کے سامنے آگئے۔ ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں ذرا سوچو کہ میں کیا چیز تھا
جس زمانہ میں براہین کا دیا تھا اشتہار
اب ذرا سوچو کہ اب چرچا مرا کیسا ہوا
کس طرح سرعت سے شہرت ہو گئی در ہر دیار

۲۷ تاریخ عین ۱½ بجے ہمارا رُوحانی تاجدار، ہمارے دلوں کا حکمران۔ جس کے ہونٹوں سے بولتے وقت پھول جھڑتے ہیں۔ جس کے لئے ہماری رُوح! ہماری عزت و آبرو! ہماری جان! ہمارا مال! ہمارے ماں باپ سب کچھ فدا ہوں۔ زنانہ جلسہ گاہ میں آیا اور بیٹھ گیا۔ اور حضور پُر نُور کی موجودگی میں ایک سات آٹھ سالہ بچی امۃ الرشید بنت مرزا عبدالحمید صاحب کلرک نے ۲۰ اشعار کی نظم قاضی اکمل صاحب کی زبانی خوش الحانی سے سات آٹھ ہزار خواتین کے جلسہ میں صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر سُنائی۔ اس کے بعد آپ نے ایک پُراثر تقریر کی۔ دِل آپ کی محبت میں رقصاں تھے۔ میں اسی نظارہ میں محو تھی کہ میری توجہ ایک اور منظر نے کھینچ لی۔ کچھ لڑکیاں تھیں جن کے کپڑوں پر سُرخ و نیلے نشان لگے ہُوئے تھے۔ جو دورانِ تقریر میں سامعات کو خاموش رکھنے کے لئے مختلف جگہوں پر کھڑی کی گئی تھیں۔ اُن کے چہروں پر شادمانی کی علامات تھیں۔ وہ فوج کے سپاہیوں کی طرح کھڑی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ محبت کے جذبات سے پُر ہیں۔ یہ اشاعت مصباح سوسائٹی کی ممبرات تھیں۔ غرضیکہ حضور نے تقریر کی اور دورانِ تقریر میں ان ممبرات کی کوشش سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل خاموشی رہی۔

۲۸ تاریخ کو ساڑھے تین بجے کے قریب مَیں جلسہ گاہ کی طرف گئی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام طرف خاموشی اپنا تسلط جمائے ہوئے ہے میرا دل خیالات کی آماجگاہ بن گیا۔ جب مَیں مردانہ جلسہ گاہ کے نزدیک پہنچی تو میں نے دیکھا کہ شہزادۂ امن حسن و احسان میں خدا کے راستباز نبی کا نظیر اس مجمع میں رونق فروز ہے۔ اسی اثناء میں ہزارہا آدمیوں کی متحدہ آواز میرے کانوں میں پڑی۔ جو اللہ اکبر کا نعرہ لگا رہے تھے۔ مَیں اپنے خیالات کی دُنیا سے چونکی اور میں نے محسوس کیا کہ یہ خاموشی اسی وجہ سے عالم ظہور میں آئی۔ الغرض ہمارے آقا اور ہمارے رہبر حضرت امیر المومنین نے ساڑھے آٹھ بجے تک اپنی علمی تقریر فرمائی۔ آپکا یہ مضمون حیدر آباد کے سفر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا آپنے فرمایا میں نے اس سفر میں ۱۶ عجائبات دیکھے جو آپ نے بیان فرمائے۔ مگر وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ان میں سے صرف تین کی آپنے تشریح فرمائی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آواز آ رہی ہے۔ مگر الفاظ آپکے نہیں بلکہ خدا کے ہیں۔ اور ہر ایک انسان پکار پکار کر کہتا تھا کہ میری جان آپ پر قربان ہو۔ میرا دل آپ پر نثار ہو۔ آپ واقعی خدا کے برحق خلیفہ اور مصلح موعود ہیں۔ آپنے اس تقریر میں بہت دقیق مسئلوں کو بیان فرمایا جس کی وجہ سے ہزارہا بندگانِ خدا محبت اور عرفان کی نعمت سے لبریز ہو گئے۔ ہزارہا کمزور ایمان والوں کے ایمان قوی۔ اور لاکھوں گم گشتہ راہ۔ ہدایت پا گئے۔ جب وہ واپس ہوئے۔ اُن کے دل خدا اور اُس کے مسیح اور اُسکے خلیفہ کی محبت سے سرشار تھے۔ اور اُن کے دل سے رہ رہ کر یہ آواز نکلتی تھی:۔

امیر المومنین زندہ باد۔ اسلام زندہ باد

لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے ہزارہا مستورات نے بھی حضور کی اس تقریر کو نہایت خاموشی اور اطمینان سے سُنا۔ اور ان کے دل اس کے سُننے سے محظوظ ہوئے۔ پھر آپ نے دُعا فرمائی۔ اور جلسہ گاہ اللہ اکبر کے بلند نعروں سے گونج اُٹھا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

جلسہ ختم ہوا ہی تھا کہ مجھے ایک دوسرے خیال نے گھیر لیا۔ اور وہ خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خیال تھا کہ دُنیا نے اس مقدس انسان کو کسقدر دُکھ دیا۔ اور کسقدر اسکی دل آزاری کی۔ مقدمات میں کھینچا۔ گالیاں دیں۔ پتھر برسائے۔ قتل کی سازشیں اور منصوبے کئے۔ اور سب قوموں نے ملکر چاہا۔ کہ آپ کو مٹا دیں۔ مگر ہر آندھی جب گذر جاتی تو نظر آتا کہ اس زمانہ کا نبی بدستور کھڑا کہہ رہا ہے کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا"

پس میرے دل نے کہا۔ اے خدا کے فرستادہ نبی! تجھ پر سلام۔ اے راستبازی اور راستی کے مینار! تجھ پر سلام۔ خدا نے تجھے کامیاب کیا۔ اور تیرے دشمنوں کو ناکام۔ پس مَیں سچے دل سے کہتی ہوں کہ

"اہلبیت! تم ہمارے گھر میں شادی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی"

(نصیرہ نزہت دینیات کلاس درجہ اولیٰ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کے

فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان)

سورۃ انفطار پارہ ۳۰

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ: یاد کر اس زمانے کو جبکہ آسمان پھٹ جائے گا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے عیسائیت کے غلبہ کی یعنی عیسائیت غالب آئے گی۔ اور ہر جگہ ان کی حکومت ہوگی۔ اس کا ثبوت سورہ مریم سے ملتا ہے۔ چنانچہ سورہ مریم رکوع چھ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ۔ یعنی عیسائیوں نے خدا تعالیٰ کے لئے ایک بیٹا تجویز کیا ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے۔ کہ قریب ہے اس سے آسمان پھٹ جائے۔ شرک کی کثرت کا نام اللہ تعالیٰ نے آسمان پھٹنا رکھا ہے۔ گویا مذہب میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ شرک کی تعلیم دی جائے۔ سورہ مریم میں اس زمانے کا ذکر ہے۔ جبکہ عیسائیت نے ترقی نہیں کی ہوگی۔ اسلئے فرمایا۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ: جب ستارے جھڑ جائیں گے۔ ادھر تو عیسائیت کا غلبہ ہوگا ادھر ستارے جھڑ جائینگے۔ یعنی وہ علماء رُوحانی جنکا کام تھا کہ مقابلہ کریں۔ وہ بالکل غافل ہو جائینگے۔ جسوقت شرک پھیلیگا۔ اسوقت یہ علماء بجائے اس کے کہ شرک کا مقابلہ کریں۔ گر جائینگے۔ اور اس سے ڈر کر عیسائیت کی تائید کرنے لگ جائینگے۔ یعنی عیسائیت کے غلبہ سے مسلمانوں میں بھی ایسے عیب پیدا ہو جائینگے۔ کہ وہ بھی عیسائیت کی تائید کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے متعلق فرمایا قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے۔ یعنی اُسوقت عیسائیت کا زمانہ ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے متعلق فرمایا۔ کہ عیسائیت کا اُس وقت غلبہ ہوگا۔

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ: جب دریا پھاڑے جائینگے۔ یعنی دریاؤں میں سے نہریں نکالی جائینگی

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ: جب قبریں پھیلا دیجائینگی۔ یا ان کو بکھیر کر صاف کر دیا جائیگا۔ اس میں شہری آبادیوں کی طرف اشارہ ہے۔ شہر بہت ترقی کرینگے۔ قبرستان مٹا مٹا کر وہاں شہر آباد ہو جائینگے اور یہ بھی مطلب ہے کہ پُرانے پُرانے مقبرے دریافت کئے جائیں گے۔

یہاں پر دو رُوحانی تغیرات اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ بیان فرمائے۔ اور دو

جسمانی تغیرات اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ قبریں اکھاڑنے کا ایک بڑا ثبوت تو یہ ہے کہ آجکل مصر میں بڑے بڑے بادشاہوں کے مقبرے اکھاڑے جا رہے ہیں۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ (۱) اُس وقت انسان کے سامنے اُس کی ساری تاریخ آجائے گی۔ یعنی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ کہ فلاں زمانہ میں کیا تھا۔ (۲) اِنسان کو اپنی رُوحانی حالت معلوم ہو جائے گی۔

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ: اے انسان تجھے اپنے عزت والے رب کی طرف سے کس چیز نے فریب دیا۔ اور مغرور کر دیا۔

فَسَوّٰکَ: جَعَلَکَ مُسْتَوِیًا: تجھے ہر قسم کی طاقتیں عطا کیں۔

فَعَدَلَکَ: تجھے معتدل بنایا یعنی مختلف قسم کی طاقتیں دیں۔ اگر ایک قسم کی طاقت ہوتی تو وہ ایک ہی طرف ترقی کرتا۔

مَا شَآءَ: پسند کیا۔ چاہا۔

رَکَّبَکَ: ترکیب دی۔ اپنی پسند کے مطابق اعلیٰ درجہ کی شکل دی۔ بائیبل میں آتا ہے کہ خُدا نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا۔ مگر قرآن میں یہ نہیں۔ یہاں فرمایا کہ تجھے بہتر سے بہتر صورت دی۔

اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۝ تم جو قیامت کا انتظار کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہو کہ تم پر نگران مقرر ہیں۔

کِرَامًا کَاتِبِیْنَ ۝ جھوٹ نہیں بولتے۔ جو بات نہیں ہوتی اس کو نہیں لکھتے۔ اور جو ہوتی ہے اُس کو چھوڑتے نہیں۔

نَعِیْمٍ: نعمت۔[۱] کثرت مال۔[۲] راحت۔[۳] تحفہ۔[۴]

اَبْرَارَ: بِرّ کی جمع۔

لَفِیْ نَعِیْمٍ: یقیناً نعمت میں ہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے مال ملیگا۔ راحت ملیگی۔ بخشش ہوگی۔

فُجَّارَ: جمع فَاجِر کی۔ خدا سے تعلق توڑنیوالے

بِغَآئِبِیْنَ: بھاگ نہیں سکیں گے۔

یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا: اُس دن کوئی جان کسی کے بدلہ میں کام نہ دے گی۔

وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ ۝ حکومت اُس دن صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوگی ؛

سرتاج خلافت

اے قلم تیرے رُوئے سیاہ پر آج نورانی جھلک کیوں ہے؟ اسلئے کہ تُو نے ایک مایہ ناز انسان کا تذکرہ چھیڑا ہے۔ ہاں اُس مقدس انسان کا جو خدا تعالیٰ کے پاک مسیح کا لختِ جگر اور اسلام کے بابرکت باغ کا باغبان ہے۔ جس کے باعث قرآن کریم کے معارف زمین کے کناروں تک پھیل گئے ہیں۔

آج اس کا بابرکت وجود جو کہ رحمٰن و رحیم کے انعاماتِ بے پایاں کا مظہر ہے۔ تمام دُنیا کی رہبری اور بہبودی میں مصروف ہے۔ اس کا علم بحرِ بیکراں ہے۔ وہ مسیحائے زماں کہ جس نے کشتیٔ اسلام کو جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرداب ضلالت میں چکّر کاٹ رہی تھی صحیح و سالم نکالا۔ اور کُفر کے زور کو توڑ کر رکھ دیا۔ اُسکا لختِ جگر نورِ چشم محمود خلافتِ ثانیہ کا سرتاج ہے۔ اس کا شہرہ ارض و سما میں ہے۔ اور اس کا طرزِ تکلّم رُوحانیت کے پیاسوں کے لئے ایک نغمۂ دلنواز ہے۔

اُس انسان کو خُدا ہاویہ میں گرائے جو اس مقدس انسان کو نظرِ بد سے دیکھے۔ خلیفۂ وقت خُدا کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ اہلِ دُنیا اس کو معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

صد آفرین! اس مقدس روح کے استقلال پر کہ دُشمنانِ حق نے گندہ دہانی کی، بدزبانی کی۔ ہر طرف سے شور و شر اُٹھا۔ لیکن یہ مجسمۂ صبر و استقلال اپنی شان اور جلال کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نبرد آزما رہا۔ آخر دُشمن مغلوب اور نورِ خُدا غالب رہا۔ یہ وہ مجسّمہ اوصاف ہے جس نے آبِ صداقت سے کُرّۂ ارض کو معمور کیا۔ اور ہر ظلمتکدہ کو فانوسِ اِسلام سے منوّر کر دیا۔

اے آقا تیرے اوصافِ حمیدہ اور عاداتِ سعیدہ پر ہر کامل مومن نثار ہے۔ تُو تاج العارفین اور مقصود العاشقین اور امیر المومنین ہے۔

تیری تصانیف کی حقیقت سے زُہرۂ دُشمن آب ہے۔ ہر عدوئے دین مدّ مقابل میں لاجواب ہے۔

تجھ کو بخشی ہے خدا نے سروری
دشمنِ دیں سے ہمیشہ برتری
کون ہو تیرے مقابل پہ کھڑا
تیری کشتی کا خُدا ہے ناخُدا
تجھ پہ ہی ظلِّ خدائے لایزال
تیری طاقت ہے ہمیشہ بے زوال

(خاکسار حمیدہ بیگم بنت بابو اکبر علی صاحب)

ایک مسلم اور انگریز خاتون میں فرق

جب انسان اس دُنیا میں آتا ہے۔ تو زمانہ طفولیت سے ہی وہ اپنے ماحول کے مطابق اثرات قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور یہی اثرات آہستہ آہستہ اس کی فطرت میں نقش ہو جاتے ہیں۔ اور بوجہ عادت ثانیہ ہو جانے کے انسان ان عادات اور اثرات کو جلدی چھوڑ نہیں سکتا۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر معصوم اور بے گناہ ہوتا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ خالقِ فطرت کا کلام فرماتا ہے۔ کہ:۔

انّا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

نیز فرمایا۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو فطرت اسلامیہ پر پیدا کیا ہے۔ اور اس کو نیکی و بدی کی تمیز بھی دے دی ہے۔ اب وہ اپنے لئے جیسا ماحول تجویز کرے گا۔ اور جیسی صحبت اختیار کرے گا۔ خود بھی ویسا ہی بنیگا۔ گندم از گندم بروید جَو زجَو۔

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا ہے کُلُّ مَولُودٍ یُولَدُ عَلَی الفِطرَۃِ۔ کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ مگر اُسکے والدین اُسے یہودی بناتے ہیں یا عیسائی بناتے ہیں یا مجوسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بناتے ہیں۔ یہ ہے پیدائشِ انسانی کے بارہ میں اسلام کی تعلیم۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جس پر ایک مسلمان خاتون کامل ایمان رکھتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں جب مغربی عیسائی خاتون کو دیکھا جاتا ہے تو اسکے عقائد اور اس کے ایمان اور ایک مسلم خاتون کے عقائد اور ایمان میں بُعد المشرقین پاتے ہیں۔ ایک انگریز خاتون کا مذہب اس کے بچپن سے ہی اُسے یہ تعلیم دیتا ہے کہ پیدائشی طور پر کوئی بھی معصوم اور بے گناہ نہیں خواہ وہ انبیاء اور رسُولوں کے وجود ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ بائیبل میں صاف لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا نے گناہ کئے جس کی وجہ سے وراثتہً ان کے بعد بنی آدم میں گناہ سرائت کر گیا اور خدا تعالےٰ نے تمام بنی نوع انسان پر یہ فرض ٹھیرایا کہ وہ اپنے پسینے کی کمائی سے روٹی کمائیں۔ اور عورت کو یہ سزا دی کہ وہ ہمیشہ درد زہ سے بچہ جنے گی۔ اس تعلیم کی رُو سے کیا کوئی مغربی خاتون خدا تعالیٰ پر حُسن ظن رکھ سکتی ہے؟ اور کیا وہ کبھی بھی نیکی کی طرف قدم بڑھا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب ہر مغربی خاتون یہ سمجھتی اور یقین رکھتی ہے کہ مَیں پیدائشی طور پر گنہگار ہوں۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ تو کس طرح وہ خدا تعالیٰ کیطرف رجُوع کر سکے گی اور خدا تعالیٰ کی محبت اُس کے دل میں پیدا ہو سکے گی۔

اسی طرح ایک مسلم خاتون جب ہوش سنبھالتی ہے تو اسے یہ بتلایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ انسان سے دُنیا میں غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر جو سچّے دل کے ساتھ توبہ کریگا۔ خدا تعالےٰ اس کی خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ اور یہ کہ ہمارا خدا انسان اور عاجز انسان کی دُعاؤں کو قبول فرماتا اور صرف قبول ہی نہیں فرماتا بلکہ جواب بھی دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ کہ جب میرا بندہ مجھے پکارتا ہے تو مَیں اُسے پکار کا جواب دیتا ہوں۔

یہ اُمّید اور محبت کے تعلقات ہیں جو ایک مسلم خاتون اور خُدا تعالیٰ کے درمیان ہوتے ہیں۔ مگر اسکے مقابلہ میں جب ایک انگریز خاتون کے دل کی کیفیّت معلوم کی جاتی ہے۔ تو ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک سے بالکل نا اُمّید ہے۔ کیونکہ وہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ مَیں گنہگار ہوں۔ اور میرے ان گناہوں سے نجات کی کوئی صُورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ مَیں کفارہ پر ایمان لے آؤں۔ اور اس بات کو اپنے عقائد میں شامل کر لوں۔ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر چڑھا کر مارے گئے اور ہم گنہگاروں کے بدلہ میں انہوں نے اپنی جان دیدی اور نعوذ باللہ ملعون ہوئے۔ گویا اس عقیدہ کو تسلیم کر کے خدا تعالیٰ کو ایک کمزور ہستی مانا جائے۔ اور ایک پیارے نبی کو نعوذ باللہ ملعون تسلیم کیا جائے۔ کیا نجات حاصل کرنے کے لئے ایسا عقیدہ تراشنا کسی عقلمند کا کام ہے؟ بس ایسے عقیدہ کو ایک مسلم خاتون دُور سے ہی سلام کہتی ہے جسمیں؎

؎ خدا تعالیٰ کو کمزور اور ایک پیارے نبی کو ملعون قرار دینا پڑے۔ (آمنہ خاتون بنگالی درجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمدردی

ہمدردی فارسی کا لفظ ہے۔ عربی میں اسے مواسات کہتے ہیں۔ یہ ایک فطرتی تقاضا ہے ۔ جو انسان کی طبیعت میں ودیعت کیا گیا ہے ۔ انسان کیا پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک کوّے کے مرنے پر کئی ہزار کوّے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان اور پرندوں میں فرق کیا ہوا۔ انسان کے اندر بھی ہمدردی کا مادہ ہے اور ان کے اندر بھی۔ اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ ہیرے کی قیمت کا پتہ بادشاہ کے گھر جا کر لگتا ہے ۔ بیشک بعض جانوروں کے اندر بعض مادے خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ مگر انسان میں وہ سارے کے سارے پائے جاتے ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی چیز دی ہے۔ جو اسے تمام حیوانوں سے ممتاز کر دیتی ہے اور وہ عقل ہے۔ انسان عقل کے ماتحت اگر موقع و محل کے مطابق کوئی عمل کرے گا تو وہ خُلق کہلائیگا۔ لیکن اگر وہی کام ایک حیوان کریگا۔ تو وہ ایک طبعی جوش کہلائیگا پس کوّوں میں بیشک ہمدردی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مگر اس کی ایک طبعی جوش سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔

چونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل دے رکھی ہے۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ہر طبعی تقاضا کو عقل کے ماتحت موقع اور محل پر استعمال کرے۔ مثلاً دو شخصوں میں لڑائی ہو رہی ہو۔ تو اسوقت یہ نہ دیکھے کہ میرا ہم مذہب کون ہے۔ یہ نہ دیکھے کہ میرا ہموطن کون ہے۔ یہ نہ دیکھے کہ میرا ہمراز کون ہے۔ بلکہ یہ دیکھے کہ حق پر کون ہے۔ پھر جو حق پر ہو۔ اسکی مدد کرے۔ لیکن اگر وہ صرف قومی ہمدردی کے جوش سے بلا وجہ اپنے ہم مذہب کی طرفداری کرتا ہے۔ حالانکہ وہ مجرم ہے۔ تو وہ سخت غلطی کا ارتکاب کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے اس فطرتی تقاضے کو صرف کرنیکا نہایت ہی عمدہ اور دلفریب طریق بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے، تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ یعنی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تم اپنی قوم کی اپنے ہم وطنوں کی اور اپنے ہم مذہبوں کی مدد کرو۔ لیکن اگر یہی لوگ گناہ اور زیادتی کا کام کریں۔ تو تم ان کی ہرگز مدد نہ کرو۔ دیکھو اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو صفات الٰہیہ کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کیلئے خواہ وہ دہریہ ہوں یا عیسائی ہوں۔ ہندو ہوں یا آریہ ہوں۔ چینی ہوں یا جاپانی ہوں۔ عربی ہوں یا ایرانی ہوں۔ اپنی زمین فرش بنائی اور آسمان کو چھت بنایا۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو کام میں لگایا۔ ہوا۔ پانی۔ آگ۔ اور خاک سے تمام دنیا کو بہرہ ور کیا۔ اسی طرح ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے اس فعل سے سبق حاصل کریں اور عجز و انکسار سے اس کے اس پیارے فعل کی تقلید کریں۔ اور فراخ دلی سے کام لیں۔ تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔ بلکہ تمام ہی نوع انسان سے

ہمدردی اور مروّت کا سلوک کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں:۔

"وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جسمیں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ تمام ملکوں کے راستباز گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقا کے لئے ایک آب حیات ہے۔ اگر کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی اور اس کے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائے گی۔ تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائے گی۔ اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذریت کو بھی تباہی میں ڈالے گی۔"

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو تمام بنی نوع انسان سے بغیر کسی مذہبی۔ قومی اور ملکی تفریق کے ہمدردی کرنے کی توفیق عطا فرمائے +

(خاکسار صادقہ بنت مولوی خیر الدین صاحب)

معمہ کا حل

مصباح مورخہ یکم و ۱۵ نومبر ۳۸ء میں جو معمہ شائع ہوا تھا۔ اُس کا حل یہ ہے:۔ (۱) راوی (۲) امۃ الرحمن (۳) الفضل (۴) قادیان (۵) سہارنپور (۶) براہین احمدیہ۔

انعام بذریعہ قرعہ اندازی سیدہ طیبہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن کے نام نکلا ہے۔ چنانچہ انعامی کتب انکو دیدی گئی ہیں۔

(خاکسار امۃ الرحمن رقیہ بیگم از قادیان)

کفایت شعاری

آمدنی سے کچھ بچاکر رکھنا کفایت شعاری ہے بے فکری اور خوشی سے زندگی بسر کرنے کے لئے کفایت شعاری ضروری ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ آمدنی کو مدّنظر رکھکر ضروریات کی تفصیل بنائے۔ لیکن ضروریات وُہی ہونی چاہئیں جن کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ ضروریات کو کم کرنیکا طریق یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے کام اپنے ہاتھ سے کیا جائے۔ نوکر نہ رکھا جائے۔ جن کو نوکر رکھنے کی توفیق ہو۔ انہیں بھی وہی کام ان سے کرانا چاہیئے۔ جو خود نہ کر سکیں۔ نوکر بازار سے کوئی چیز لائے تو اسی وقت حساب لے لیا جائے۔ ہر بات میں سادگی اختیار کرنی چاہیئے۔ فیشن اور ظاہری نمائش کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ دُوسروں کی دیکھا دیکھی حیثیت سے بڑھ کر خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ جس طرح ہمارا فرض ہے کہ آمدنی کے ذرائع وسیع کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں۔ اور کم خرچ کر کے کچھ نہ کچھ بچائیں۔ کفایت شعاری کر کے ہر ماہ کچھ رقم بچالی جائے۔ تو ایک عرصے تک معقول رقم جمع ہو جائے گی۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہے کہ شدید اور ناگہانی ضرورت کے وقت پریشان نہیں ہونا پڑتا۔ اور قرض لینے کی نوبت نہیں آتی۔ قرض وہ بُری بلا ہے جو زندگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو موت سے بدتر بنا دیتا ہے۔ دوسرے فضول خرچی کی عادت نہیں پڑتی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ فائدہ ہے کہ ہر وقت روحانی خوشی حاصل رہتی ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ زیادہ رقم نہیں بچ سکتی تو تھوڑی بچانے سے کیا حاصل۔ بلکہ جو کچھ رقم بچ سکے ضرور بچا لینی چاہیئے۔ جس طرح دانہ دانہ ڈھیر۔ اور قطرہ قطرہ دریا بنجاتا ہے۔ اسی طرح تھوڑا تھوڑا روپیہ ملکر بہت سا ہو جاتا ہے۔ کفایت شعاری ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس کیلئے کسی خاص لیاقت کی ضرورت نہیں۔ صرف طبیعت پر تھوڑا سا جبر کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ اصول ہر وقت سامنے رہے کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ روپیہ بچانا ضرور ہے۔ گوشت کی جگہ دال سبزی کھائی جائے۔ شربت سوڈا۔ برف کی جگہ سادہ پانی پیا جائے۔ ریشمی اور اونی لباس کی جگہ موٹے سوتی کپڑے پہنے جائیں۔ چینی شیشے کی جگہ تانبے مٹی کے برتن استعمال کئے جائیں۔ سونے کے زیورات کی جگہ اگر چاندی کے بھی میسر نہ ہوں۔ تو ان کے بغیر ہی گزارا کر لیا جائے۔ جن بہنوں کو قیمتی اشیاء خریدنے کی توفیق ہو۔ وہ بھی اشد بد ضرورت کے سوا زائد و فضول چیز کوئی نہ خریدیں۔ ہمیشہ نقد دام دیکر چیز مول لی جائے۔ اُدھار کبھی نہ لی جائے۔ روپیہ نفع والے کام میں لگایا جائے۔ آمد اور خرچ کا حساب رکھا جائے۔ اور ہر مہینہ ختم ہونے پر دیکھ لیا جائے کہ غلطی سے کوئی غیر ضروری چیز تو نہیں خریدی گئی۔

ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھا جائے کہ غفلت سے چیزیں توڑی یا خراب نہ کی جائیں۔ خود بھی اشیاء کا استعمال سلیقے سے کیا جائے۔ اور نوکروں کی بھی نگرانی کی جائے۔ اور یہ یاد رکھا جائے کہ کفایت شعاری افراد اور اقوام دونوں کے لئے دولتمندی کا اصلی ذریعہ ہے۔ ایک دفعہ فرانس اور جرمنی کی جنگ میں فرانسیسی گنواروں نے کفایت شعاری کی بدولت جمع کی ہوئی رقم سے اپنی فوج کی ایسی گرانقدر مدد کی کہ اسی کے بل پر فرانس کا لشکر فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا ہوا میدانِ جنگ سے واپس آیا اور یورپ بھر میں فرانسیسی دہقانوں کے اس زرّیں و حیرت انگیز کارنامے کی دھوم مچ گئی۔ جرمنی کا بےنظیر شاعر اور فلاسفر گوئٹے لکھتا ہے سب سے بڑا کام اس امر سے آگاہی حاصل کرنا ہے کہ اپنے آپ پر کیونکر حکومت کرنا ہے۔ اور بلاشبہ یہ آگاہی کفایت شعاری ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کے طفیل انسان نفس پر قابو پانا سیکھتا ہے۔ کفایت شعاری صرف اپنے آپ ہی پر نہیں بلکہ لوگوں پر بھی حکومت کرنا سکھاتی ہے۔ مثلاً جو شخص کفایت شعار ہوگا۔ وہ عموماً کبھی نہ کبھی سرمایہ دار بنجائے گا اور نہایت اعلیٰ پیمانے پر کاروبار کر کے بہت سے آدمی نوکر رکھ سکے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملکہ وکٹوریہ جواہرات وغیرہ خریدنے کے لئے کسی جوہری کی دوکان پر گئیں۔ وہاں ایک اور میم صاحبہ بھی موجود تھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو گلے میں پہننے کی ایک زنجیر پسند کر کے جوہری سے سودا کر رہی تھیں۔ لیکن قیمت زیادہ ہونے کے باعث وہ زنجیر تو نہ خرید سکیں۔ بلکہ اس سے کم قیمت کی ایک اور زنجیر لیکر چلی گئیں۔ ملکہ نے جوہری سے اس میم صاحبہ کا نام اور پتہ پُوچھنے کے بعد جواہرات کے ساتھ ان کی پہلی پسند کی ہوئی قیمتی زنجیر بھی خرید کر انہیں بھیج دی۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی لکھدیئے کہ میں یہ دیکھکر کہ تم کفایت شعار ہو۔ اپنے نفس پر قابو رکھتی ہو۔ اور آمدنی کا خیال رکھ کر خرچ کرنا جانتی ہو بہت خوش ہُوئی ہوں۔ غرض انسان کو حد اعتدال کے اندر رہنا چاہیئے۔ اگر حد سے زیادہ کفایت سے کام لیا جائے تو اسی کا نام کنجوسی ہو جاتا ہے۔ کفایت کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "کم خرچ بالانشین" فضول خرچ ہمیشہ ذلیل و خوار ہُوا کرتا ہے۔ پس جو آمدنی ہو۔ اس میں سے بچانا ضروری امر ہے۔ کیونکہ آمد کو زوال ہو سکتا ہے۔ لیکن خرچ کو زوال تا زیست نہیں۔ اگر فارغ البالی میں کچھ بچا یا جائے۔ تو زوال میں انسان کو کسی کا دست نگر نہیں ہونا پڑے گا۔ اِس لئے مَیں سب بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ ہمیشہ کفایت شعاری سے کام لیا کریں۔

(خاکسار نصیرہ انور گھرونڈا)

گذشتہ پرچہ میں جس لفظ کا معمہ شائع ہُوا ہے۔ وہ رُوم ہے۔ **رُوم**

(رشیدہ بیگم سندھ)

مہمان نوازی

قاضی یحیٰ بن اکثم کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے ایک رات مامون رشید کے ہاں گذاری۔ اور رات کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر مَیں اپنے بستر پر جا لیٹا۔ اور آدھی رات گذرنے کے بعد مجھے پیاس محسوس ہُوئی۔ چنانچہ میں پانی پینے کے لئے اپنے بستر سے اُٹھا اور پانی تلاش کرنے لگا۔ اسی اثنا میں مامون رشید بھی جاگ پڑے۔ اور مجھ سے کہنے لگے کہ یحیٰ کیا تلاش کر رہے ہو؟ مَیں نے جوابدیا امیرالمومنین مجھے پیاس لگی ہے اور پانی تلاش کر رہا ہوں۔ اس جواب پر آپ مجھے کہنے لگے۔ کہ اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ چنانچہ مَیں امیرالمومنین کے ارشاد کے مطابق اپنے بستر پر جا لیٹا۔ اور غور سے دیکھنے لگا کہ ان الفاظ سے آپکا کیا ارادہ ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ مامون رشید اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُٹھ کر پانی کا کوزہ بھر کر میرے پاس لے آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے یحیٰ پانی پی لے۔ میں نے جوابدیا کہ اے امیرالمومنین کیا کوئی خادم یا خادمہ نہیں؟ کہنے لگے وہ سب سوئے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں خود ہی پی لیتا۔ اور مَیں پانی پینے کیلئے اُٹھا بھی تھا آپ نے مجھے کیوں روک دیا؟ اسپر آپ کہنے لگے۔ کہ حیف ہے اُس شخص پر جو اپنے مہمان سے خدمت لے۔ تم چونکہ میرے مہمان ہو۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ تمہاری خدمت کروں۔ پھر مجھے کہا۔ اے یحیٰ! میں نے جواب دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا امیر المومنین میں حاضر ہوں۔ کہنے لگے کہ میں تمہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نہ سناؤں؟ جو کہ مہمان نوازی کی کیفیت کا اظہار کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین سنائیے۔ آپ فرمانے لگے۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ۔ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔

سلیمہ بیگم

شیخوپورہ

شہر شیخوپورہ آج سے تقریباً تین سو سال پہلے جہانگیر بادشاہ نے آباد کیا تھا۔ اور یہ شہر دار السلطنت لاہور سے چوبیس ۲۴ میل کے فاصلے پر مغرب کی طرف واقع ہے۔ چونکہ جہانگیر شیخ سلیم کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ اور اکبر پیار سے اسے شیخو بابا کہکر پکارا کرتا تھا۔ اس لئے اسی کے نام پر یہ شہر آباد ہو گیا۔

ابتداء میں یہ شہر چند ایک مکانوں پر مشتمل تھا۔ اور باقی سب طرف جنگل ہی جنگل تھے۔ ان جنگلوں میں ہرن کا شکار بہت کثرت سے ہوتا تھا۔ اور شاہِ جہانگیر کو شکار کا از حد شوق تھا۔ اس لئے اپنی شکارگاہ یہیں بنا رکھی تھی۔ جہاں قیام کیا جاتا۔ وہ ایک نہایت عالی شان قلعہ تھا۔ جو اپنے وقت میں اپنی نظیر نہ رکھتا ہوگا۔ مگر اب زمانہ کے انقلاب نے اسے بالکل خستہ اور ویران کر دیا ہے۔

ایک سرنگ بھی اس قلعے سے لیکر ہرن منارے تک جو تین میل کے فاصلے پر ہے۔ بنی ہوئی تھی۔ آج سے تین سو سال پہلے اسی سرنگ میں سے بیگمات اور شہزادیاں بگھیوں اور گھوڑوں پر چڑھ کر اندر ہی اندر ہرن منارے تک پہنچ جایا کرتی تھیں۔

ہرن منارے کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ بادشاہ کے پاس ایک ہرن تھا۔ جو اسے نہایت عزیز تھا۔ اور اسی ہرن کے ذریعہ وہ اور ہرنوں کا شکار کیا کرتا تھا۔ اچانک وہ مر گیا۔ جس کی وفات کا بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اس کی یاد میں ایک مینار بنوایا جس کی چوٹی پر ہرن کی شکل بنوادی۔ چند سال پہلے مینار کی چوٹی پر ہرن کا مجسمہ موجود تھا۔ مگر اب کچھ منزلیں گر گئی ہیں۔

ممکن ہے یہ بات صحیح ہو۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ منارہ راستہ معلوم کرنے کے لئے بنوایا گیا ہو۔ کیونکہ انہیں دور دور جنگلوں میں شکار کے لئے جانا پڑتا تھا۔ اور بعض اوقات راستہ بھول جانیکا احتمال ہوتا تھا۔ لیکن یہ منار انہیں مشعلِ راہ کا کام دیتا تھا۔ ایک بات وہاں اور مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں ایک راجہ حکمران تھا۔ جسے راجہ سرکپ کے نام سے لوگ یاد کرتے تھے۔ کہتے ہیں۔ سرکپ اسے اس لئے کہا جاتا تھا۔ کہ اس کی چار لڑکیاں تھیں۔ اس نے یہ اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ میں اس آدمی سے اپنی لڑکیوں کی شادی کروں گا۔ جو میرے ساتھ بازی کھیلتا ہوا جیت جائیگا۔ اور جو شکست کھائیگا۔ اسے قتل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کردیا جائے گا۔ چنانچہ کئی شہزادے اور دوسرے لوگ اپنی قسمت آزمائی کے لئے آئے۔ مگر ناکام رہے۔ اور یہ راجہ ان کو قتل کرتا گیا۔ اس لئے لوگوں میں اس کا نام سرکپ مشہور ہوگیا۔ یہ بات دُور دُور تک مشہور ہوگئی۔ سیالکوٹ کے راجہ رسالو نے بھی یہ خبر سنی۔ اُس کے دل میں اگر تڑپ تھی تو یہی کہ کسی طرح بھی ہو۔ اس ظالم راجے سے بدلہ لوں۔ جو کہ ناحق لوگوں کا خون بہاتا ہے۔ چنانچہ وہ شیخوپورہ میں آیا۔ اور لوگوں سے اُس نے پوچھا۔ کہ وہ بازی کیسے کھیلتا ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ اُس نے چند چوہے پال رکھے ہیں۔ جب کوئی شخص بازی جیتنے لگتا ہے۔ تو یہ ان چوہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جو کہ اس جیتنے والے کو ناکام کردیتے ہیں۔ یہ سُنکر راجہ رسالو نے نیولا پالا۔ اور راجہ کو پیغام بھیجا۔ کہ مَیں تم سے بازی کھیلوں گا۔ چنانچہ دونوں میں بازی شروع ہوئی۔ عین اس موقع پر جب راجہ رسالو جیتنے لگا۔ اُس نے چوہوں کو نکالا۔ جُونہی کہ اُس نے چوہوں کو نکالا۔ اُس نے نیولے کو آواز دی۔ جس کو دیکھ کر چوہے بھاگ گئے۔ اور راجہ رسالو نے بازی جیت لی۔ اب راجہ سرکپ کہنے لگا۔ کہ یہ لو اب سب کچھ تمہارا ہے۔ مگر مجھے نہ مارو۔ اُس نے کہا۔ مَیں تمہیں ہرگز یُونہی نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ ہزاروں بے گناہ انسانوں کا تو نے ناحق خون بہایا۔ یہ کہکر اُس کا سر تن سے جُدا کردیا۔ اور اُس کی چاروں لڑکیوں کی شادی مختلف آدمیوں سے کردی۔ نہ معلوم یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط۔ مگر ان لڑکیوں کے نام پر چار گاؤں ضلع شیخوپورہ میں آباد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں منّی۔ کاکی۔ کلپی۔ مہاندیوی۔ اور یہی نام لڑکیوں کے بتائے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(امۃ الرشید شوکت دینیات درجہ ثانیہ)

میرے آقا کی خواہش

میرے پیارے آقا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش ہے کہ ہم اُس خدا کا شکر ادا کرتی ہوئی جس نے ہمیں اپنے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسلام کی خاطر دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کردیں۔ اپنے آپکو ایک بیج کی مانند خیال کرکے فنا کردیں۔ اور اس عظیم الشان درخت کی طرح قائم ہوجائیں جس کے نیچے اسلام کا کامیاب و کامران جھنڈا لہرا رہا ہو۔

یہی ہمارا فرض اور یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ اور ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنے آقا کی اس مبارک خواہش کی قدر کرتی ہوئی۔ قادر مطلق کے آگے گڑگڑائیں اور اُس سے دُعاء کرتی رہیں۔ کہ وہ ہم سے اپنے دین کی خدمت لے تا ہمیں دائمی اور ابدی زندگی حاصل ہو۔

(خاکسار امۃ اللہ بنت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظان صحت

بچوں کی صحت کے متعلق

بعض

ضروری ہدایات

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء پر خواتین کے سامنے تذکرۃ الصدر موضوع پر حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

پوشاک

پوشاک کے متعلق اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ آرام دہ اور صحت بخش ہو۔ اسکے لئے ضروری ہے۔ کہ پوشاک مناسب حال کپڑے کی بنی ہوئی ہو۔ اور کافی موٹی ہو۔ اور اسکی سلائی اور بناوٹ ایسی ہو۔ کہ جس سے چھاتی پورے طور پر پھیل سکے۔ اور بازوؤں اور لاتوں کی حرکات آزادی سے ہو سکیں۔ بازوؤں اور لاتوں کا ہلنا جلنا بچہ کے نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح پیٹ پر تنگ قسم کا بائنڈر لگانا بھی معدے اور انتڑی کے افعال کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس لئے اس سے بھی اجتناب ہونا چاہیئے۔ بچہ کی پیدائش کے بعد سب سے پہلی پوشاک پیٹ کی پٹی ہے۔ جو بغل سے لگا کر پیٹ کے نچلے حصہ تک ہو۔ اور صفائی کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔ یہ پٹی موسم کے لحاظ سے موزوں ہو۔ مثلاً نرم فلالین سردیوں کے لئے۔ اور ٹول کا کپڑا گرمیوں کے لئے مناسب ہوگا۔ ایسا ہی نرم کھدر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ سردی کے موسم میں اگر نرم فلالین نہ مل سکے۔ تو معمولی فلالین اس طرح استعمال ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے ایک تہ ململ کے کپڑے کی لگادی جائے۔ اور اُسپر فلالین کے کپڑے کی پٹی لگادی جائے۔

فلالین کی پٹی کا استعمال بچہ کی عمر کے پہلے سال تک لگا تار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بچہ اس عمر میں اپنے جسم کی اندرونی حرارت کھو بیٹھتا ہے۔ اور اس کو نقصان رساں سردی پہنچ جاتی ہے۔ پٹی کے علاوہ جو پوشاک لمبے کُرتے کی صورت میں پہنائی جائے۔ اس کا جسم کے ساتھ لگے رہنا۔ اس بات پر موقوف نہ ہو۔ کہ پیٹ پر بند لگا کر باندھا جائے۔ بلکہ اس کا بوجھ کندھوں پر پڑے۔ گردن کے گرد بھی کوئی بند نہ لگایا جائے۔ لمبے کُرتے کے علاوہ چھوٹی جُرابیں پاؤں کو ڈھانپنے کیلئے پہنادی جائیں۔

اِس خیال سے کہ بچہ زیادہ نازک نہ رہے۔ بلکہ سختی برداشت کرنے کا عادی ہو۔ جسم کے بعض حصّوں کو بغیر ڈھانپنے کے نہ چھوڑا جائے۔ جب بچہ کی عمر کا وہ وقت آجائے۔ کہ لمبا کُرتہ ترک کر دیا جائے۔ اور چھوٹا کُرتہ پہنایا جائے۔ اُس وقت بھی پاؤں اور لاتوں کو ڈھانپنے کا انتظام رکھا جائے۔ یعنی لمبی قسم کی مناسب جُرابیں جو گھٹنوں کے اُوپر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنگ ہوں پہنائی جائیں۔ اور علاوہ جُرابوں کے نرم چمڑے کی جُوتی بھی پہنائی جائے۔ جب بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے۔ تو پاؤں کو سردی اور نمی سے بچانے کا انتظام کیا جائے۔ اور وہ اسطرح کہ مضبوط عمدہ جُوتی پہنائی جائے۔

جب بچہ کمرہ میں رہے۔ جس کی حرارت مناسب ہو۔ یعنی زیادہ سرد نہ ہو۔ تو بچہ کا سر ننگا رہنا چاہیئے۔ لیکن نیند کے وقت گردن اور کندھے اور سر کے پہلو ڈھکے رہنے چاہئیں۔ سر کو گرم کپڑے سے ہر وقت نہ ڈھانپے رکھنے سے نہ صرف مضبوط بال اُگنے میں سہولت ہوگی بلکہ سر کو سردی لگ جانے کے امکانات بھی کم ہو جائیں گے۔ مگر جب بچہ زیادہ عمر کا ہو جائے۔ اور اندر باہر آنے جانے لگے۔ تو اس وقت سر کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ اور تیز سردی کے موسم میں کانوں کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔

موسم سرما کا لباس یک لخت ترک نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کو کچھ دیر تک استعمال کراتے رہنا چاہیئے۔ خواہ موسم گرما آبھی گیا ہو۔ گرمی کے موسم میں ننگے سر تیز دُھوپ میں نکلنے سے دماغی بخار کے ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

نیند

بہت چھوٹے بچہ کا زیادہ وقت نیند میں گذرنا چاہیئے۔ جس قدر عمر زیادہ ہوتی جائے نیند کم ہوتی جائے۔ یہاں تک کہ تین سال کی عمر میں بچہ کا دن میں سونا صرف اس قدر کافی ہے کہ دوپہر کے وقت تھوڑا سا سولے۔ ابتدا سے ہی بچہ کا وقت مقررہ پر باقاعدگی کے ساتھ سونا بچہ کی بہبودی اور کنبہ کے آرام کے لئے ضروری ہے۔ اس غرض سے بچہ کو ابتداء سے ہی پنگھوڑے میں لیٹنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور آرام کرسی پر لٹاکر یا گود میں لیکر ہلا جلا کر سُلانے کی عادت سے اجتناب کیا جائے۔ اگرچہ پنگھوڑے میں لٹانے سے پہلے پہل بچہ روئے گا۔ مگر چند ہی روز میں اسکو لیٹنے کی عادت ہو جائے گی۔

اگر بچہ حسب معمول وقت پر نہیں سوتا تو خیال ہونا چاہیئے۔ کہ بچہ اغلباً کسی بیماری مثلاً بدہضمی کے درد یا دانتوں کے نکلنے کے ایام میں عصبی تکلیف میں مبتلا ہے۔ اس لئے مناسب علاج کرایا جائے۔ بچہ کو افیون وغیرہ کے استعمال کی مدد سے سُلانا نقصان رساں ہے۔ اگر نیند کے لئے کسی دوائی کی ضرورت پڑے تو افیون بغیر طبیب کے مشورہ کے نہ دینی چاہیئے۔ رات کو سونے کے وقت دن کا لباس بالکل اُتار دیا جائے۔ اور سونے کے وقت کا لباس پہنایا جائے اور دن کا لباس ہوا میں لٹکا دیا جائے۔ تاکہ صاف ہو جائے۔ اگر بچہ کمزور ہے۔ اور جسم کی اندرونی حرارت اس قدر نہیں رکھتا کہ سردی کو برداشت کر سکے۔ تو ربڑ کی بوتل میں گرم پانی ڈالکر اور اسکے گرد فلالین لپیٹ کر بستر کے اندر رکھ دیجائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ مناسب حرارت جسم کی مدد کے لئے بستر میں پہنچ جائے۔

چھوٹے بچوں کو تمام دن پنگھوڑے میں لیٹے رہنے نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ ہوا کی تبدیلی اور مناسب ورزش کے لئے باہر نکالنا چاہیئے اس بات کا اہتمام کمزور بچوں کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے لگاتار لیٹے رہنے سے اجتماع خون کا اندیشہ ہوتا ہے۔

بچہ کی عمر جب ابھی چند ماہ کی ہو۔ تو بچہ کو تمام رات بھر سونے دیا جائے۔ سوائے دو یا تین بار دودھ پلانے اور گیلے کپڑے بدلنے کے وقت کے۔ اور دن میں بھی صبح اور دوپہر کے وقت سونے دیا جائے۔ بچہ کو ہمیشہ ماں کیساتھ لٹانے کا طریق اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے بچہ زیادہ تنومند نہیں بنتا۔ اور اس بات کا بھی اندیشہ ہے۔ کہ نیند کے وقت ماں یا نرس کے نیچے دب جانے سے سانس رُک جائے۔ علاوہ ازیں بچہ کے ساتھ لیٹے رہنے کے نتیجہ میں اُسکو بار بار دودھ چوسنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔ اسطرح اُس کا معدہ خراب ہو جائے گا۔ اس لئے یہ بہتر ہے۔ کہ بچہ علیحدہ پنگھوڑے میں لٹایا جائے اور پنگھوڑا ماں کی چارپائی کے نزدیک رہے۔ تاکہ وہ آسانی سے بچہ کی خبرگیری کر سکے۔ یہ بات صحت کے خلاف ہے کہ نیند کے وقت بچہ پر ضرورت سے زیادہ کپڑے ڈالے جائیں۔ جس کے نتیجہ میں بچہ رات بھر پسینہ میں شرابور رہے۔ اور جب کبھی کپڑا ہٹ جائے۔ تو ہُوا لگ جانے سے نقصان رساں سردی لگ جائے۔

بچہ کے پنگھوڑے کے گرد موٹے پردے اس غرض سے لگانا کہ تیز ہُوا کے جھونکوں سے حفاظت کی جائے اور تیز روشنی سے بچایا جائے۔ مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس طرح بچہ تازہ ہُوا سے محروم ہو جائے گا۔ جو اُس کی پرورش کیلئے ضروری ہے۔ بچہ کی نیند اور آرام کے لئے روشنی کو منقطع کرنے کی غرض سے پنگھوڑے کے گرد پردہ لگانا عمدہ تدبیر نہیں ہے۔ اس لئے اس کا ترک کرنا مناسب ہوگا۔ اور بچہ کی نیند کی خاطر کمرہ میں انتہائی خاموشی کا انتظام کرنا زیادہ اچھی تدبیر نہیں۔ کیونکہ بچہ اس طرح ذراسی آہٹ سے چونک پڑنے کا عادی ہو جائے گا۔ تاہم بڑوں کا زور زور سے باتیں کرنا یا پڑھنے کی خاطر تیز روشنی کا کمرہ میں جلائے رکھنا بھی مناسب نہ ہوگا۔ تیز روشنی سے بچہ کی پلکوں کے اندر خراش پیدا ہو جاتی ہے۔

بچہ کو بول و براز سے لت پت ہونے کی حالت میں سونے نہ دیا جائے۔ بلکہ مناسب حرارت کے پانی سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ اور پوڈر لگا کر سوکھے کپڑے بدل دیئے جائیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ بچہ کے سونے کے کمرے کی ہُوا جس قدر صاف اور تازہ ہو سکتی ہو۔ ہونی چاہیئے۔ یہ خیال کہ رات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہوا مضر ہوتی ہے درست نہیں۔ البتہ یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ کھڑکی کے قریب جو تیز ہوا سردی کے موسم میں کمرے کے اندر آتی ہے۔ وہ بچّہ کو نہ لگے۔

رہائش اور سونے کا کمرہ کیسا ہو

وہ کمرہ جس میں بچّہ دن بھر رہتا ہے۔ اور اکثر رات کو سوتا ہے۔ جسقدر بڑا ہو اچھا ہے۔ اور کمرہ ایسا ہو۔ جس میں کافی دُھوپ آتی ہو۔ بچّے بھی نرم پودوں کی طرح مُرجھا جاتے ہیں۔ اگر انکو سُورج کی شعاعوں سے محروم رکھا جائے۔ بچّہ کے کمرہ میں وہ برتن جس میں بچّہ کا پاخانہ وغیرہ ڈالا جائے۔ بچّہ کے پاس پڑا رہنے نہ دینا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کمرہ کی ہوا گندی ہو جائے۔ بچّہ کے کمرے میں کسی چوڑے مُنہ کے برتن میں تازہ پانی پڑا رہنا مفید ہے۔ دن کے وقت بچّہ کے کمرہ کی حرارت ۶۸ سے ۷۰ درجہ فارن ہائٹ کی ہو اور رات کے وقت ۵۴ سے ۵۶ درجے تک ہو۔ کمرہ کی حرارت کو دن میں یا رات کو خصوصیت سے زیادہ رکھنا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح کمرے کی حرارت کا یک لخت بہت کم یا بہت زیادہ ہو جانا نقصان دہ ہے۔ اس سے کھانسی وغیرہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچہ کے کمرہ کی ہوا ہر وقت تازہ رہنی چاہیئے۔ اور کبھی بھی ایسی نہ ہو جس کو باہر سے تازہ ہوا میں سے آیا ہوا شخص کمرہ میں داخل ہوتے ہی متعفّن محسوس کرے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آکسیجن جو انسانی جسم کی پرورش کے لئے ضروری ہے۔ بند کمرہ کی ہوا میں سے ہر وقت ان لوگوں کے ذریعہ سے جو اُسی کمرہ میں رہتے ہیں۔ جذب کی جا رہی ہوتی ہے۔ اور کاربن ڈائے اک سائڈ اور قسم قسم کے فضلات اس ہوا میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں مادے سخت ضرر رساں ہیں۔ اس لئے کمرہ میں صاف ہوا کی آمد کا انتظام ہونا ازبس ضروری ہے۔ نہ صرف اسلئے کہ ہوا سے جسم کی پرورش کے ضروری جزو کو مہیّا کیا جائے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ زہر آلود ہوا کمرہ سے خارج ہوتی رہے۔

دیکھو اگر کوئی جوان عمر کا آدمی بند کمرہ کی ہوا میں بغیر سر درد سہیڑے نہیں بیٹھ سکتا تو بھلا نازک اعضاء رکھنے والا بچّہ کس طرح مضرات سے بچ سکتا ہے۔

غسل

غسل کا پانی درجہ حرارت کے لحاظ سے تین قسم کا ہو سکتا ہے۔ اوّل گرم غسل لینا جبکہ پانی کا درجہ حرارت ۹۸ سے ۱۱۲ ہو۔ دوم معمولی درجہ کا غسل جبکہ پانی کا درجہ حرارت ۸۵ سے ۹۲ ہو۔ تیسرا۔ ٹھنڈا غسل جبکہ پانی کا درجہ حرارت ۶۰ سے ۷۵ تک ہو۔

ان مختلف قسم کے غسلوں کے اثرات مختلف ہیں۔ قابل احتیاط بات یہ ہے۔ کہ بچّہ کی صحت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان پہنچانے والی سردی لگ جانے سے بچایا جائے۔ کیونکہ بچّہ کے جسم کی توانائی بہت کم ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے جسم کی سردی کو بہت جلد کھو بیٹھتے ہیں۔ بچّہ کی صحت کو پیدائش کے معاً بعد غسل دے دینے سے اکثر بہت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اگر نرس کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ سردی کے موسم میں کمرہ کی ہَوا کا درجہ حرارت بچّہ کی ماں کے خون کے درجہ حرارت سے کم و بیش ۳۰ درجہ کم ہوتا ہے۔ تو شاید وہ بے تحاشا فوری طور پر غسل دینے سے اجتناب کرے۔ بسا اوقات اس طرح جلد بازی میں غسل دینے سے ہَوائی نالیوں میں خارش پَیدا ہو جاتی ہے۔ جو مشکل سے دُور ہو سکتی ہے۔

یہ بہتر ہوگا۔ کہ بچّہ کی پَیدائش پر جبکہ موسم سرما ہو تو بچّہ کے جسم کو پونچھ کر گرم کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اگلے دن جبکہ بچّہ کو کسی قدر تبدیل حرارت کی برداشت ہو جائے۔ اچھی طرح غسل دے دیا جائے۔ مگر پُورا غسل اس وقت تک نہ دیا جائے۔ جبتک ناف پختہ نہ ہو جائے۔ اور کوئی زخم وغیرہ نہ رہے اس وقت سے شروع کر کے بچّہ کو ایک سال کی عمر تک روزانہ غسل دیا جائے۔ مختلف ڈاکٹروں کا غسل کے پانی کے درجہ حرارت کے متعلق اختلاف ہے۔ مگر احتیاط اسی میں ہے کہ پانی اس قدر گرم ہو کہ ہاتھ اس کو قدرے گرم محسوس کرے۔ یہ گرمی خون کی گرمی سے کم ہو۔ اگر درجہ حرارت زیادہ صحیح معلوم کرنا ہو تو تھرمامیٹر استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ۹۲ درجہ کی حرارت پر غسل دیا جائے۔ بچّہ کی عمر جسقدر بڑھتی جائے غسل کے پانی کا درجہ حرارت کم ہوتا جائے۔ یہاں تک کہ دُوسرے سال کے خاتمہ پر کل ۸۰ درجہ حرارت کے پانی سے غسل دیا جائے۔ کمزور بچّوں کو غسل کے وقت پانی میں تھوڑا سا نمک ملا لینا مفید ہوگا۔ بعد میں تیل یا ویلیزلین لگانا بہتر ہے۔ جب غسل ختم ہو۔ تو جسم کو فوراً خشک کر دیا جائے۔ اور جس جس جگہ پر جلد میں جھریاں ہوں۔ پوڈر لگا دیا جائے۔ تاکہ پسینہ کی عفونت کی وجہ سے جلد میں خراش پَیدا نہ ہو سکے۔

تازہ ہَوا اور ورزش

چونکہ چھوٹے بچّوں کے لئے تازہ ہَوا نہایت ضروری ہے۔ اِس لئے جس قدر بھی جلدی ہو سکے بچّہ کو تازہ ہَوا کے لئے باہر نکالنا چاہیئے۔ گرمی کے موسم میں تو ایک ماہ کی عمر میں ہی بچّہ کو تازہ ہَوا کے لئے باہر لے جایا جا سکتا ہے۔ مگر سردی کے موسم میں تین ماہ کی عمر سے پہلے باہر نہیں لے جانا چاہیئے۔ جب بچہ کو ایک دفعہ باہر لے جانے کا عمل شروع کر دیا جائے۔ تو اس کو جاری رکھنا چاہیئے۔ نمی اور تیز ہَوا والے دن بچہ کو باہر نہیں لے جانا چاہیئے۔ موسم سرما میں بچّہ کو ہَوا خوری کے لئے اُس وقت باہر لے جانا چاہیئے۔ جبکہ دھوپ اچھی طرح نکل چکی ہو بہت سویرے یا زیادہ شام کے وقت بچّہ کو باہر نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر ہوا تیز ہو۔ تو بچّہ کے چہرے کو پتلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔ موسم گرما میں صبح اور شام کے وقت سیر کرانی چاہیئے۔ جبکہ تپش کم ہو جائے کمرہ کی ایسی گرم ہوا سے سردی کے وقت یک لخت بچہ کو باہر نہیں نکالنا چاہیئے۔ جبکہ باہر کی ہوا بہت زیادہ سرد ہو۔

بچہ کی طبعی حرکات کو روکنے کی کوشش نہ کیجائے جو وہ اپنی ورزش کے لئے کرتا ہے۔ بعض دفعہ چھوٹے بچے کو ایسے میز پر جس پر کمبل ڈالا گیا ہو لٹا دیا جائے۔ اور اس کو ہاتھ پاؤں اچھی طرح مارنے دئے جائیں۔ بچہ کو ایسی چھوٹی عمر میں کھڑا کرنے کی کوشش نہ کیجائے جس وقت اس کی ٹانگیں کمزور ہوں۔ ورنہ ٹانگیں ٹیڑھی ہو جائیں گی۔ جب بچہ ڈیڑھ دو سال کی عمر میں پھرنے لگے۔ تو اس کو اس حد تک ہی پھرنے دیا جائے جس حد تک اس کی خواہش ہے۔ کسی خاص مقررہ فاصلہ تک لے جانے کی کوشش نہ کی جائے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس قدر آزادی کے ساتھ بچہ کو اپنی حرکات کرنے دی جائیں گی۔ اور جسقدر بچہ کو تازہ ہوا میں رکھا جائے گا۔ اسی قدر اچھی صحت بچہ کو حاصل ہوگی۔ بچہ کو ورزش کی تحریص دلانی چاہیئے کیونکہ ورزش سے جو عضلات مضبوط ہوسکے۔ وہ اس کی آیندہ زندگی میں صحت کے قیام کا موجب بنیں گے ؛

غذا

یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر ماں اپنے بچہ کو خود اپنا دودھ پلائے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ بچہ کو شروع سے ہی پستان سے دودھ چوسنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور دودھ پلانے والی ماں یا دایہ کو مندرجہ ذیل احتیاطوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) ماں کو غلطیوں سے پاک زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کا اثر دودھ کے ذریعہ بچے پر پڑتا ہے۔ (۲) ماں کو اطمینان کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور غصہ وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ (۳) ماں کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ورنہ اس کے بچہ کی صحت اچھی نہ رہیگی۔ (۴) ماں کو بچہ کی پیدائش کے چند گھنٹے بعد ہی دودھ پلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (۵) ماں کی غذا مقوی اور زود ہضم ہونی چاہیئے۔ جیسے شوربا۔ بھنا ہوا گوشت۔ انڈے۔ دودھ وغیرہ۔ (۶) ماں پھلوں کا استعمال کرسکتی ہے۔ (۷) ماں کو غذا حسب خواہش مقدار میں دی جائے۔ مگر زیادہ پیٹ بھر کر کھانا بچہ کو نقصان پہنچائیگا۔ (۸) ماں کو قبض نہیں ہونی چاہیئے۔ (۹) موسم گرما میں جبکہ پسینہ وغیرہ سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے۔ لیموں کا استعمال مفید ہوگا۔ (۱۰) ماں کے بغیر کام کاج کے لیٹے رہنے اور زیادہ عمدہ غذا کھانے کے باوجود دودھ میں کمی واقع ہو جائیگی۔ اسلئے کھلی ہوا میں سیر کیلئے نکل جانا ماں کیلئے ازبس ضروری ہے۔ اور اگر ورزش ہو تو اور بھی مفید ہے۔ باہر نکل کر کام کاج کرنا جو ورزش کی قسم کا ہو۔ بہترین ذریعہ ماں اور بچہ کی صحت کا ہے۔

(۱۱) ماں کا غسل کے ذریعہ جسم کو صاف رکھنا اور تولیہ سے ملنا صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔ (۱۲) ماں کیلئے پوری نیند بھی بہت ضروری ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اظہار درد

۹ دسمبر ۱۹۳۸ء ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل کی اہلیہ صاحبہ امۃ الحفیظ صغریٰ چند دن بیمار رہنے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے اپنی ایک بچی جس کی عمر چھ ماہ سے کم ہے یادگار چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہو۔ اس صدمہ میں ملک صاحب موصوف نے چند اشعار میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ جو درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

یک بیک چل دی مری جان حفیظ
رہ گئے دل ہی میں ارمان حفیظ
عمر انیس برس کی تھی ابھی
کردیا کوچ کا سامان حفیظ
ایک ہی موت کی بے ہوشی تھی
جس کے باعث ہوئی بے جان حفیظ
تیرے جینے سے تھا جینے کا مزا
اب نہیں زندگی آسان حفیظ
تیری خاطر سے بنایا تھا مکاں
کر گئی اس کو بھی ویران حفیظ
تیرے مرنے کی خبر جس نے سنی
ہوگیا ششدر و حیران حفیظ
رنج و آرام میں رہتی تھی شریک
اب نہیں ہے کوئی پرسان حفیظ
دن گزرتے تھے پُر امن اور سکوں
دفعۃً آگیا طوفان حفیظ
کیا ہی پاکیزہ محبت تھی تری
تیرے صدقہ تیرے قربان حفیظ
چھوٹی بچی کا سہارا تو تھی
اس کا بھی کچھ نہ کیا دھیان حفیظ
اب خدا ہی ہے جو پالے اس کو
ہے وہی اس کا نگہبان حفیظ
گھر کی رونق ہی گئی تو جو گئی
اب یہ اُجڑا سا ہے سنسان حفیظ

سردرد کا علاج

مغز بادام ۲۰ عدد۔ الائچی خورد ایک تولہ۔ مصری کوزہ چھ ماشہ۔ تازہ مکھن ایک تولہ۔ تمام اشیاء باریک پیسکر مکھن میں ملاکر خالی معدہ نوش کریں ؛ (امۃ اللہ دینیات کلاس درجہ اولیٰ)

ایک عجیب جھگڑے کا فیصلہ

فیصلہ بالکل آسان ہے جس شخص کے پاس ۵ سیب تھے دراصل وہی کل انعام کا مستحق ہے۔ کیونکہ جب تینوں نے برابر کھالیا۔ تو ایک سیب والے نے دو سیب کھالئے۔ یعنی ایک تو اپنا اور ایک ۵ سیب والے کا اب اس کا نصف حصہ طلب کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ بلکہ اگر ۵ سیب والا اس کو اشرفی دیتا بھی ہے۔ تو یہ اس کا احسان ہے۔ ورنہ وہ اس کا حقدار نہیں ؛ (نصیرہ نزہت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بال جھڑنے کا علاج

مصباح کے گذشتہ پرچہ میں بعض بہنوں نے سر کے بال جھڑ جانے یا ان کے چھوٹے رہنے کے متعلق کوئی مجرب نسخہ طلب کیا تھا۔ سو ایسی مستورات کے لئے جن کے سر کے بال جھڑ جاتے یا چھوٹے ہی رہتے ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مجرب نسخہ حضورؑ کے اپنے الفاظ مبارک میں حسب ذیل ہے:۔

"پانچ تولے روغن چنبیلی۔ چھ ماشے ہڑتال ورقی۔ ہڑتال ورقی کو میدے کی طرح پیس کر اس تیل میں ملا دو۔ اور تین دن دھوپ میں رکھو۔ پھر تیل نتھار لو۔ ہڑتال نیچے بیٹھ جائے گی۔ تیل زرد رنگ کا ہو جائیگا۔ پھر سر کو لگایا جائے۔ بہت مفید ہے۔ تین دن جو دھوپ میں رہے۔ تو اس کو تین چار مرتبہ ہلایا جاوے"

ہیئر آئیل

اسکے علاوہ بالوں میں لگانے کے لئے خوشبودار تیل کا ایک نسخہ درج ذیل ہے۔ خود گھر پر تیار کر کے فائدہ اٹھائیے اور بازاری تیلوں کے مضر اثرات و کثیر اخراجات سے بچئے:۔

سفید تلی کا تیل ۲ دو سیر لیکر اسمیں ۲ دو تولہ رتن جوت حل کر کے کپڑے میں چھان لیں پھر اسمیں روغن صندل چھ تولہ روغن سنگترہ آدھ پاؤ اور روغن بادام آدھ پاؤ ملا دیں۔ عام استعمال کیلئے بہت مفید ہے۔ تجارت کا شوق ہو تو مناسب سائز کی شیشیوں میں بھر کر فروخت بھی کیا جا سکتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں نسخوں کے متعلق کوئی بات قابل دریافت ہو تو بذریعہ ایڈیٹر مصباح معلوم کیجا سکتی ہے+

(رشید احمد ارشد قادیان)

وصیتیں

۵۲۶۰ منکہ فاطمہ بی بی زوجہ ملک عبداللہ خاں صاحب قوم ککّے زئی عمر ۵۴ سال بیعت ۱۹۲۴ء ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ البتہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے ماہوار مبلغ دس ۱۰ روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔

الامت:۔ نشان انگوٹھا فاطمہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبداللہ خاں ولد محمد علی ککّے زئی سکنہ ایمن آباد خاوند موصیہ گواہ شد:۔ ملک مبارک احمد خاں ایمن آبادی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد امین شیخ گورنمنٹ کنٹریکٹر ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ+

۵۲۹۲ منکہ رحیم بی بی زوجہ چوہدری محمد عبداللہ صاحب قوم راجپوت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن کاہنوان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اُسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) بالیاں طلائی ۲ تولہ قیمتی ستر روپیہ
(۲) لونگ نصف تولہ قیمتی اٹھارہ روپیہ
(۳) پٹڑیاں نقری قیمتی بیس روپے
(۴) نقد مبلغ چالیس روپیہ کل جائیداد یکصد اڑتالیس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روپیہ کی ہوگئی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے دس روپے ماہوار بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں حق مہر میں اپنا وصول کر چکی ہوں۔

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا رحیم بی بی موصیہ
گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ خاوند موصیہ۔
گواہ شد:۔ غلام حسین احمدی بقلم خود کاہنووان ❊

۵۲۹۱ منکہ بی بی زوجہ حاکم علی قوم دھو تھر عمر ۳۰ سال قریباً تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن شادیوال ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۱۲-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مبلغ دو صد روپیہ جو از قسم مہر میری جائیداد ہے۔ اور موجود ہے۔ جس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ کے ۱/۱۰ حصہ کی جو بیس روپے ہوتے ہیں۔ میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں کہ وہ ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد پائی جاوے۔ اس کے اسی قدر حصہ کی بدستور مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامت:۔ بی بی زوجہ حاکم علی شادیوال۔ گواہ شد:۔ حاکم علی خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ میاں نور دین احمدی شادیوال ❊

۵۲۹۰ منکہ رسول بی بی بیوہ حکیم مولوی شیر محمد صاحب قوم ہوجن عمر ۶۰ سال بیعت تقریباً ۱۸۹۴ء ساکن موضع ہوجن ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۱-۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت جائیداد متفرق قسم کی اشیاء خانہ داری کل قیمتی تقریباً یکصد روپیہ ہے۔ اور میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ سالانہ آمدنی پر ہے۔ جو اسوقت ۵۵۰ سالانہ کے قریب ہے۔ میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں کروں تو اس قدر اس کی قیمت میں سے منہا کر دیا جائیگا ❊ الامۃ:۔ رسول بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ تصدق حسین بقلم خود گواہ شد:۔ ولی محمد پسر مولوی حکیم شیر محمد ❊

۵۲۸۹ منکہ فضل النساء زوجہ حسن الدین قوم کھوکھر راجپوت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۲۲ء ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۱۲-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد اسوقت یہ ہے مہر -/۵۲ روپے جو خاوند کے ذمہ ہے۔ زیور جوڑیاں طلائی قیمتاً -/۱۲۵ روپیہ ہے۔ ایک جوڑی کانٹے طلائی -/۱۵ روپے ہے۔ اور یکصد پچیس روپے نقد موجود ہیں۔ جسکی کل میزان -/۳۰۰ روپے ہے۔ میں اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کیوقت میری جائیداد اس سے زیادہ ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر کے یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ رقم یا جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی ❊ الامۃ فضل النساء زوجہ حسن دین۔ گواہ شد:۔ حسن دین خاوند موصیہ گواہ شد:۔ مرزا محمد حسین جنرل محصل بیت المال ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قمیص کا کف

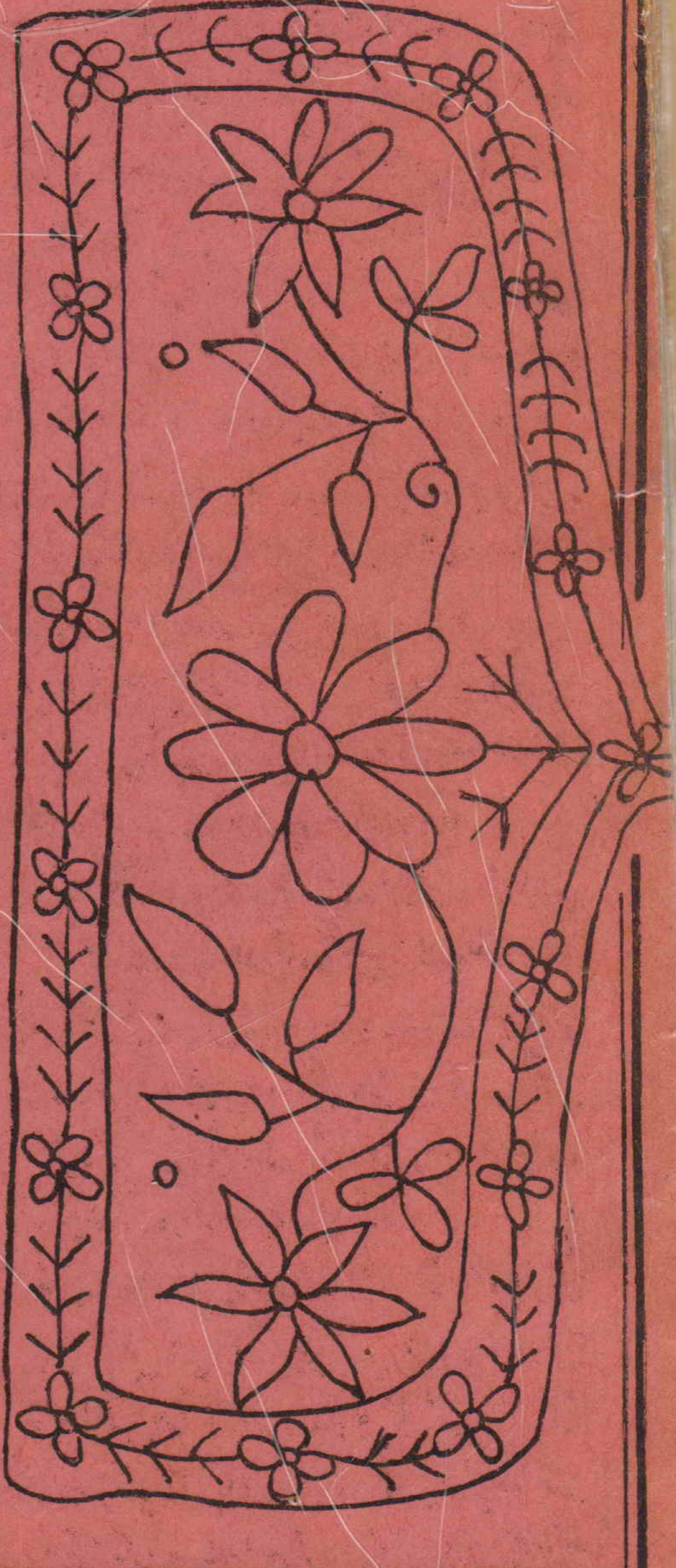

دوپٹے کا پھول

ناصرہ طاہرہ بنت مولوی فخر دین صاحب پنشنر
قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا